سرکاری رپورٹ

ساتواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کاروائی اجلاس

منعقدہ شنبہ مورخہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۸۶ ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲	سوالات اور ان کے جوابات	۲
۳	رخصت کی درخواست	۳۵
۴	تحریک التوا منجانب حاجی محمد یوسف اچکزئی بمورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سول سیکرٹریٹ بلوچستان میں رونما ہونے والے واقعہ کے سلسلہ میں (تحریک خلاف ضابطہ قرار دی گئی)	۳۸
۵	خصوصی کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	۴۵
۶	قراردادیں:-	۴۶
(ا)	قرارداد نمبر ۳۳ - منجانب میر عبدالکریم نوشیروانی -	
(اا)	" " ۳۶ " مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ -	
(ااا)	" " ۳۷ " حاجی محمد شاہ مردان زئی -	

جلد ہفتم ——— شمارہ سوئم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱- مسٹر اسپیکر : ——————— مسٹر محمد سرور خان کاکڑ
۲- مسٹر ڈپٹی اسپیکر : ——————— آغا عبد الظاھر

افسران اسمبلی

۱- سیکریٹری ——————— مسٹر اختر حسین خان

معزز اراکین کی فہرست جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت کی

۱- مسز فضیلہ عالیانی
۲- مس پری گل آغا (وزیر تعلیم)
۳- مسٹر آبادان فریدون آبادان (مشیر)
۴- میر عبد الغفور بلوچ (پارلیمانی سیکریٹری)
۵- میر عبد الکریم نوشیروانی (" ")
۶- میر عبد المجید بزنجو (" ")
۷- میر عبد النبی جمالی (وزیر کھیل)
۸- آغا عبد الظاہر
۹- میر احمد خان زہری
۱۰- سردار احمد شاہ کھیتران (وزیر بلدیات)
۱۱- مسٹر ارجن داس بگٹی
۱۲- مسٹر عصمت اللہ خان موسیٰ خیل
۱۳- سردار بہادر خان بنگلزئی (وزیر خوراک)
۱۴- مسٹر بشیر مسیح (پارلیمانی سیکریٹری)
۱۵- سردار چاکر خان ڈومکی

"ب"

۱۶- سید داد کریم
۱۷- سردار دینار خان کرد
۱۸- حاجی عید محمد نوتیزئی
۱۹- میر فتح علی عمرانی
۲۰- حاجی ظریف خان مندوخیل (پارلیمانی سیکرٹری)
۲۱- میر ذوالفقار علی مگسی (مشیر)
۲۲- سردار نثار علی (پارلیمانی سیکرٹری)
۲۳- جام میر غلام قادر خان (وزیر اعلیٰ)
۲۴- ملک گل زمان خان کاسی (مشیر)
۲۵- میر ہمایوں خان مری (وزیر خزانہ)
۲۶- مسٹر اقبال احمد کھوسہ (پارلیمانی سیکرٹری)
۲۷- سردار خیر محمد خان ترین
۲۸- میر محمد علی رند
۲۹- ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ (وزیر مواصلات)
۳۰- ارباب محمد نواز خان کاسی (وزیر زراعت)
۳۱- مسٹر محمد صالح بھوتانی
۳۲- میر محمد نصیر مینگل (وزیر صنعت و حرفت)
۳۳- حاجی محمد شاہ مردان زئی
۳۴- سردار محمد یعقوب خان ناصر (وزیر آبپاشی)
۳۵- ملک محمد یوسف اچکزئی
۳۶- مسٹر نصیر احمد خان باچا
۳۷- میر نور احمد خان مری (پارلیمانی سیکرٹری)
۳۸- میاں سیف اللہ خان پراچہ (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات)
۳۹- نواب تیمور شاہ جوگیزئی (وزیر صحت)
۴۰- پرنس یحییٰ جان
۴۱- سردار نواب خان ترین

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا ساتواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز شنبہ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء بوقت دس بجے صبح زیر صدارت آغا عبد الظاہر ڈپٹی اسپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از ـــــ قاری سید حماد

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۔ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ (نساء ۵۸) وَبِعَهْدِ اللّٰهِ أَوْفُوْا ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتیں انکے اہل کو ادا کردو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے، بیشک خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔ اور جب تم بات کرو تو انصاف کی کرو اور اللہ سے جو وعدہ کیا ہے، اسکو پورا کرو یہ تمہیں حکم ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ)

وقفہ سوالات

مسٹر اسپیکر:- اب وقفہ سوالات ہے۔ پہلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے۔

*۲۶۴- میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کوک خاران میں ایک ڈسپنسری گذشتہ چار سالوں سے تیار ہے۔ لیکن متعلقہ محکمہ نے تا حال اس ڈسپنسری کو اپنے چارج میں نہیں کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ محکمہ اس ڈسپنسری کو اپنے چارج میں کیوں نہیں لے رہا ہے۔ وجوہات بتا دیں۔

وزیر صحت

یہ درست ہے کہ کوک ڈسپنسری خاران کی عمارت حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ یہ عمارت حکومت کے منظور شدہ لائن پلان یعنی نقشہ اور ڈیزائن کے مطابق تیار نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے محکمہ صحت نے اس کا اب تک چارج نہیں لیا ہے۔ اس سلسلے میں متعلقہ محکمہ یعنی (AGENCY -EXECUTING) سے رجوع کیا گیا ہے۔ جونہی یہ عمارت حکومت کی منظور شدہ نقشہ اور ڈیزائن کے مطابق تیار ہوگی۔ محکمہ صحت اس کو اپنے چارج میں لے گی۔ اس کے فوراً بعد اسٹاف کی تعیناتی اور ادویات کی فراہمی کردی جائے گی۔

میر الکریم نوشیروانی

(ضمنی سوال) جناب والا! کوک جو خاران سے تقریباً چالیس میل دور ہے اسکی ڈسپنسری

کی عمارت کو ابھی تک حکومت نے اپنی تحویل میں کیوں نہیں لیا. چار سالوں سے ڈسپنسری کی عمارت مکمل ہے. اگر عمارت میں کوئی خامی ہے تو میرے تجویز ہے کہ محکمہ صحت ایک کمیٹی بنائے جو معائنہ کی غرض سے وہاں جائے اور خامیاں دور کرنے کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے. جناب والا! تاکہ ٹھیکدار اسکے مطابق عمارت بنائے. وہاں کوئی دوسری ڈسپنسری بھی نہیں ہے.

وزیر صحت.

جناب والا! معزز ممبر کو چاہیئے کہ وہ یہ سوال متعلقہ محکمہ سے دریافت کریں جس نے عمارت بنائی ہے. محکمہ صحت کا اس سے کوئی تعلق نہیں. ہمارا محکمہ تو اس وقت چارج لے گا جب یہ درست اور ڈیزائن کے مطابق ہوگی.

میر عبدالکریم نوشیروانی

(ضمنی سوال) جناب والا! اس کا تعلق محکمہ صحت سے ہے چونکہ اس عمارت میں کچھ نقص ہے اس وجہ سے اس عمارت کو ٹھیک اور نہیں کر رہے ہیں. وہاں پر ڈی سی وغیرہ ہیں ان سے کہہ دیں کہ اس کے لئے ٹیم مقرر کریں جو اس معاملے کو دیکھے.

ڈاکٹر حیدر بلوچ

وزیر مواصلات

جناب والا! میں معزز رکن سے یہ پوچھونگا کہ یہ عمارت کس نے بنائی ہے. یہ کام اور تعمیر محکمہ مواصلات کی نہیں ہے آپکو معلوم ہے کتنے عرصہ سے یہ معاملہ چل رہا ہے.؟

میر عبدالکریم نوشیروانی

جناب والا! یہ جو عمارت لوکل گورنمنٹ نے بنائی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-

یہ عمارت کوئی بھی بنا رہا ہے یا کسی بھی محکمہ نے بنائی ہے۔ اس میں لیت و لعل سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اور آپ لوگوں کو مل کر کام کرنا چاہیئے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-

اگلا سوال مسٹر ارجن داس بگٹی صاحب کا ہے۔

٭۳۰۸۔ مسٹر ارجن داس بگٹی:

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈویژنل / ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کے ہسپتالوں میں میڈیکل ڈاکٹر کے سوا جنرل سرجری ارتھوپیڈک، گائنی آئی اور ای۔ این۔ ٹی جیسے شعبہ جات کے لئے ماہر ڈاکٹر تعینات نہیں کئے جاتے۔ جس کی وجہ سے بعض مریض موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈویژنل / ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور دیہی ڈسپنسریوں میں عملہ کو سرکاری رہائش اور ٹرانسپورٹ کی سہولیات مہیا نہ ہونے کے باعث ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی بخوبی سرانجام نہیں دے سکتے جس کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیہی علاقوں کے ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو سالانہ فراہم کی جانے والی ادویات ناکافی ہوتی ہیں۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہی علاقوں کے ڈاکٹروں کے ان مسائل کے حل کی طرف توجہ دینے پر غور کرے گی۔

وزیر صحت

(الف) موجودہ مالی سال میں ۷، سرجن ۱، فزیشن ۱، گائنا کالوجسٹ اور ۲ کیثر و لٹن سرجن کی آسامیاں مختلف ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل ہیڈکوارٹرز کے ہسپتالوں کے لئے منظور کی گئی ہیں۔ ان آسامیوں پر تقرری بذریعہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن جلد عمل میں لائی جائے گی۔ تقرری کے بعد انہیں مختلف جگہوں میں تعینات کیا جائے گا۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں سرجری، آرتھوپیڈک، گائنی آئی اور ای۔ این۔ ٹی جیسے شعبہ جات میں ماہر ڈاکٹروں کی کمی محسوس کی جارہی ہے۔ اس لئے وہاں میڈیکل آفیسر تعینات کئے جاتے ہیں لیکن تعیناتی سے پہلے انہیں ان شعبہ جات میں ایک سال تک مکمل تربیت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود محکمہ صحت صوبہ کے دور دراز علاقوں میں علاج معالجہ کی سہولتیں بہتر بنانے کی خاطر ان شعبہ جات میں ماہر ڈاکٹر بھی تعینات کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے بہت سے ڈاکٹروں کو ملک کے اندر مختلف شعبہ جات میں تربیت کے لئے بھیجا ہے انکی تربیت مکمل ہونے پر ان کی خدمات سے بھی فائدہ اٹھایا جائے گا۔ کوئٹہ کے علاوہ صوبہ کے دوسرے ڈسٹرکٹ میں اس وقت بھی گائناکولوجسٹ، سرجن اور آئی اسپلسٹ کام کر رہے ہیں۔

جہاں تک ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں ماہر ڈاکٹروں کی تعیناتی کا سوال ہے تو سنڈیمن (صوبائی) ہسپتال کوئٹہ صوبہ کا سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ اس میں ہر قسم کی سہولیات موجود ہیں۔ جہاں پر چھ سرجن دو آرتھوپیڈک سرجن تین گائناکالوجسٹ اور پانچ ای این۔ ٹی اسپلسٹ کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ امراض چشم کا ایک بڑا ہسپتال علیحدہ قائم کیا گیا ہے۔ جو ہیلپر آئی ہسپتال کوئٹہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان میں بھی ماہر ڈاکٹر امراض چشم کام کر رہے ہیں۔ جن سے عوام کو کافی فائدہ مل رہا ہے۔ جہاں مندرجہ بالا شعبہ جات سہولیات موجود نہیں وہاں حکومت نے ہسپتالوں میں ایمبولنز فراہم کئے ہیں اور ضرورت پڑنے پر ایسے مریضوں کو ان ایمبولنس کے ذریعہ ڈویژنل ہیڈکوارٹرز ہسپتال منتقل کیا جاتا ہے۔ جہاں انہیں ہر قسم کی طبی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

(ب) جہاں جہاں رورل ہیلتھ سنٹر اور بیسک ہیلتھ یونٹ قائم ہیں وہاں عملہ کے لئے رہائشی مکانات کا بھی بندوبست کیا جارہا ہے۔ موجودہ مالی سال میں دوسرے ترقیاتی پروگراموں کے علاوہ

ایک کروڑ روپے ڈاکٹر اور دوسرے عملہ کے لئے مکانات کی تعمیر کے لئے بھی رکھے گئے ہیں۔ رہائشی مکانات مکمل ہونے پر ٹرانسپورٹ کی کمی محسوس نہیں کی جائے گی۔ تاہم اس وقت ڈویژنل / ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹروں میں ایمبولنس اور دیگر سرکاری گاڑیاں موجود ہیں جس سے بروقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اسکے علاوہ حکومت نے کافی رقوم بھی ممبران صوبائی اسمبلی کے سپرد کی ہیں ممبران صوبائی اسمبلی اپنے مرضی سے جہاں چاہیں رہائشی مکانات ڈاکٹروں کے لئے تعمیر کرسکتے ہیں ـــ

(ج) حکومت نے اس سال ادویات کی رقم پانچ کروڑ سے بڑھاکر آٹھ کروڑ روپے کردی ہے۔ موجودہ مالی سال میں ہسپتالوں بیسک ہیلتھ یونٹ اور ڈسپنسریوں میں ادویات کا کوٹہ بڑھادیا گیا ہے۔

(د) جواب اوپر دیا جاچکا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

※ ۳۰۹۔ مسٹر ارجن داس بگٹی۔

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹروں کو ان کے گھروں سے بہت دور دور تعینات کیا جاتا ہے۔ جہاں رہائشی سہولت مہیا نہ ہونے کے وجہ سے اپنے گھر آنے جانے میں ان کا کافی وقت ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ جبکہ اسکے مقابلے میں تنخواہ ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیڈی ڈاکٹرز دیہی علاقوں میں جانا پسند نہیں کرتیں جس کی وجہ سے دور دراز کے علاقوں کی خواتین کو ان کی مخصوص امراض کے علاج کے سلسلہ میں نہ صرف سخت مشکلات ہوتی ہیں بلکہ بہت سی خواتین اور بچے ڈلیوری کیسوں کے دوران ہی مر جاتے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کے طرف توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز کیا حکومت بلوچستان کے وسیع علاقہ کو مدنظر رکھتے ہوئے

ایسے ہسپتالوں سے جہاں ان کا مناسب علاج ممکن نہ ہو دوسرے ہسپتالوں تک پہنچانے کیلئے ضلع وار ایمبولنس سروس مہیا کرنے پر غور کریں گی۔

وزیر صحت

(الف) حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق ڈاکٹروں کو انکی مرضی کے مطابق ہوم ڈسٹرکٹ میں تعینات کیا جا رہا ہے جس سے ڈاکٹروں کا رہائشی مسئلہ حل ہونے کی کافی توقع ہے۔ اگر ہوم ڈسٹرکٹ میں کوئی آسامی خالی نہیں ہوتی تو ان کو انکی مرضی کے مطابق دوسرے ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں تعینات کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ حکومت نے ایک کروڑ روپے عملہ کے لئے مکانات کی تعمیر کے لئے بھی مختص کئے ہیں جہاں تک ڈاکٹروں کی تنخواہوں کا سوال ہے تو محکمہ صحت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ بین الصوبائی معاملہ ہے۔

(ب) دیہی علاقوں میں لیڈی ڈاکٹر کے لئے ہر قسم کی سہولیات موجود ہیں اور انہیں ہوم ڈسٹرکٹ میں بھی تعینات کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک رہائشی مکانات کا تعلق ہے انکی مکانات کی تعمیر کے لئے حکومت نے کافی رقوم ممبران صوبائی اسمبلی کے سپرد کی ہیں۔ اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر اپنی مرضی سے دور دراز علاقوں میں جانا نہیں چاہتیں تو حکومت اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتی۔ البتہ اب بھی دور دراز علاقوں میں لیڈی ڈاکٹرز اور ایل۔ ایچ۔ ڈی کام کر رہے ہیں۔ اور ڈلیوری کیسوں کے لئے حکومت نے تقریباً ہر ڈسٹرکٹ میں یا آس پاس ایم سی ایچ سنٹر کھول رکھے ہیں جہاں ایسی خواتین کو ہر قسم کی طبی امداد دی جاتی ہے جہاں ایم۔ سی۔ ایچ سنٹر نہیں ہیں۔ وہاں حکومت نے ایمبولنس فراہم کئے ہیں۔ اور ایسی خواتین جنہیں طبی امداد کی ضرورت ہوتی ہے ایمبولنس کے ذریعے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کیا جاتا ہے۔ جہاں انہیں ہر قسم کی طبی امداد دی جاتی ہے۔

(ج) حکومت نے تمام ہسپتالوں میں ضلع وار ایمبولنس فراہم کی ہیں۔ اسکے علاوہ موجودہ مالی سال میں بھی حکومت مزید چھ ایمبولنس کا انتظام کر رہی ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی

ضمنی سوال / جناب اسپیکر میں اپنے معزز وزیر سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جو چھ ایمبولینس رکھی گئی ہیں کون کون سے ڈسٹرکٹ کو دی جائیں گی۔ ؟

وزیر صحت

جاپان سے یہ (   ) ابھی تک نہیں آئی ہیں۔ ان کے آنے پر فیصلہ کیا جائے گا۔

پرنسس یحییٰ جان

جناب والا! ان کا مطلب یہ تھا کہ جاپان سے تو ایمبولینس آئیں گی۔ مگر انہیں دینے کا تعلق تو آپکے ہاتھ میں ہے۔

وزیر صحت:-

جہاں زیادہ ضرورت ہوگی وہاں یہ ایمبولینس دی جائے گی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:- اگلا سوال

* ۳۱۰۔ مسٹر ارجن داس بگٹی۔

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہاؤس جاب کرنے والے ڈاکٹروں کا ماہانہ مشاہرہ ۹۰۰ سو روپے سے بڑھاکر ۱۲۵۰/- روپے کردیا گیا ہے۔ جبکہ ڈاکٹروں کا مطالبہ ہے کہ یہ مشاہرہ اسکیل نمبر ۱۷ کی بنیادی تنخواہ کے برابر یعنی ۱۶۰۰/- روپے کیا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے۔ کہ میڈیکل سائنس میں روز بروز نئی تحقیقات ہورہی ہیں اور یہ ضروری ہے کہ ڈاکٹروں کو مناسب وقفہ کے بعد ریفریشر کورس کرایا جائے تاکہ ایسی نئی تحقیقات کا فائدہ عوام تک پہنچ سکے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹروں کے جائز مطالبہ کو منظور کرنے اور ریفریشر کورس کرانے کی تجویز پر غور کریگی۔

وزیر صحت

(الف) یہ معاملہ بین الصوبائی معاملہ ہے تاہم حکومت بلوچستان ہاؤس جاب ڈاکٹروں کو ۱۲۵۰ روپے ماہانہ وظیفہ دے رہی ہے۔

(ب) اس مقصد کے لئے حکومت کافی ڈاکٹروں کو مختلف شعبوں میں ریفریشر کورس کرانے کے لئے ملک کے اندر تربیت دے رہی ہے۔ اور آئندہ بھی اس پروگرام پر عمل جاری رکھا جائے گا، جس سے عوام کو فائدہ حاصل ہوگا۔

(ج) جواب اوپر دیا جاچکا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

*۳۱۲۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) بولان میڈیکل کالج کوئٹہ سے سال ۱۹۸۰ء سے ابتک ضلع وار کتنی ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹرز فارغ التحصیل ہو کر سرکاری ملازمت اختیار کر چکی ہیں اور ان کی پوسٹنگ کہاں کہاں کی گئی ہے۔ نیز سرکاری ملازمت اختیار نہ کرنے والی لیڈی ڈاکٹروں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بولان میڈیکل کالج میں داخلہ کی شرائط کیمطابق سروس بانڈ کی معیار پوری کے لئے بغیر مطلوبہ رقم جمع کرانا ضروری ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسی کتنی لیڈی ڈاکٹرز ہیں جنہوں نے سرکاری ملازمت اختیار نہیں کی اور ان سے مطلوبہ رقم وصول کی گئی۔ ضلع وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر صحت:۔ (الف) بولان میڈیکل کالج کوئٹہ سے ۱۹۸۰ء سے اب تک ۸۶،

ایم بی بی ایس ڈاکٹرز فارغ التحصیل ہو چکی ہیں جن کی ضلع تفصیل مندرجہ ذیل ہے

۱-	کوئٹہ	سے	۴۷
۲-	پشین	"	۶
۳-	ژوب	"	۵
۴-	قلات	"	۱۴
۵-	سبی	"	۶
۶-	لورالائی	"	۷
۷-	کچھی	"	۴
۸-	چاغی	"	۱
۹-	لسبیلہ	"	۱
۱۰-	پنجگور	"	۱
۱۱-	نصیر آباد	"	۱
۱۲-	تربت	"	۲
۱۳-	خضدار	"	۱
	کل تعداد		۸۶

ان میں سے ۴۸ لیڈی ڈاکٹرز سرکاری ملازمت اختیار کر چکی ہیں جن کی پوسٹنگ مندرجہ ذیل جگہوں پر ہے۔

۵-	لیڈی ڈاکٹرز	سنڈیمن (صوبائی) ہسپتال کوئٹہ میں
۷-	" "	بولان میڈیکل کالج کوئٹہ میں
۳-	" "	فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم کوئٹہ میں
۱-	" "	پولیس لائن کوئٹہ۔
۱-	" "	بیسک ہیلتھ یونٹ ہدہ کوئٹہ میں
۱-	" "	پبلک ہیلتھ سکول کوئٹہ میں
۳-	" "	ڈسٹرکٹ پشین میں
۲-	" "	" چاغی میں

۲۔	لیڈی ڈاکٹرز	ڈسٹرکٹ	قلات	میں
۲۔	"	"	خضدار	میں
۳۔	"	"	لسبیلہ	میں
۱۔	"	"	خاران	میں
۳۔	"	"	سبی	میں
۱۔	"	"	کوہلو	میں
۱۔	"	"	ڈیرہ بگٹی ایجنسی	میں
۳۔	"	"	لورالائی	میں
۱۔	"	"	نصیر آباد	میں
۱۔	"	"	کچھی	میں
۱۔	"	"	تربت	میں
۱۔	"	"	گوادر	میں
۲۔	"	"	پنجگور	میں
کل ۹۔	۴۵۔			

سرکاری ملازمت اختیار نہ کرنے والی لیڈی ڈاکٹروں کی کل تعداد ۸۱ ہے

(ب) حکومت کے پالیسی کے مطابق بولان میڈیکل کالج میں داخلہ کی شرائط کیمطابق سروس بانڈ کی معیاد پوری کئے بغیر مطلوبہ رقم جمع کرانا ضروری ہے۔

(ج) ۸۱ لیڈی ڈاکٹروں نے اب تک ملازمت اختیار نہیں کی ہے اور کسی لیڈی ڈاکٹر سے اب تک مطلوبہ رقم کی وصولی نہیں کی گئی ہے۔ کیونکہ ان میں سے بہت سے لیڈی ڈاکٹروں نے غیر سرکاری ہسپتالوں اور افغان ریفیوجیز اداروں میں ملازمت کرلی ہے۔ کچھ لیڈی ڈاکٹرز پرائیوٹ پریکٹس کرتی ہیں کچھ ہاؤس جاب کررہی ہیں۔ اور کچھ لیڈی ڈاکٹروں نے شادی کرنے کے بعد ملازمت ترک کردی ہے۔ جو لیڈی ڈاکٹرز غیر سرکاری ہسپتالوں، افغان ریفیوجیز اداروں اور پرائیویٹ پریکٹس کررہی ہیں وہ بھی اس وقت بلوچستان کے عوام کی خدمت کررہی ہیں۔ اس لئے حکومت نے ان کے خلاف مطلوبہ رقم کی وصولی کے لئے اب تک کوئی عملی اقدام نہیں کیا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

×۲۱۳۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بولان میڈیکل کمپلیکس کا تعمیراتی کام کافی عرصہ سے بند پڑا ہے۔ اگر ہاں، تو اسکی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) بولان میڈیکل کمپلیکس کی لاگت کا کل تخمینہ کیا تھا اور اس پر کس قدر رقم خرچ کی گئی ہے۔ نیز یہ کمپلیکس کب تک مکمل کیا جانا متوقع ہے۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر صحت

(الف) بولان میڈیکل کالج کمپلیکس وفاقی حکومت کا پراجیکٹ ہے۔ اس امور پر محکمہ صحت جواب دینے سے قاصر ہے۔

(ب) چونکہ بولان میڈیکل کالج کمپلیکس کا تعمیراتی کام وفاقی حکومت کے ذمہ ہے۔ لہٰذا یہ معلومات ان سے لی جا سکتی ہیں۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ

جناب والا! ضمنی سوالات تو بہت سے ہیں میں ابھی اپنے بزرگ وزیر صحت کو تکلیف نہیں دینا چاہتا میں ان کے دفتر میں جاکر معلومات حاصل کر لوں گا۔

پرنس یحییٰ جان

جناب والا! سات، آٹھ سال کا عرصہ ہوتا ہے ابتک یہ بولان کالج کمپلیکس مکمل نہیں ہوا ہے۔ آپ اس سلسلے میں مرکز سے رابطہ قائم کریں۔ یہ منصوبہ چار کروڑ روپے سے شروع ہوا تھا۔ اور اب اسی کروڑ تک پہنچ چکا ہے۔ اب اسکے متعلق یہ کہا جارہا ہے کہ یہ منصوبہ صحیح طریقے سے منظور نہیں ہوا تھا۔ اس کمپلیکس پر خرچہ بڑھتا ہی جارہا ہے۔

اور اگر اسکو مکمل کر لیا جائے تو بلوچستان کے عوام کو بہت سہولت ہوگی ۔ آپ اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کریں ۔

وزیر صحت:۔

یہ منصوبہ مجھ سے متعلق نہیں ہے ۔ اس کے متعلق جام صاحب ہی کوشش کر سکتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ:۔

میں اپنے معزز ممبر صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ یہ بولان کمپلیکس جلد از جلد مکمل کیا جائے گا ۔ اور اس کے لئے کوشش کی جا رہی ہے (تالیاں)

مسز فضیلہ عالیانی:۔

جناب والا! جہاں تک میرے علم میں ہے جب وزیر اعظم پاکستان کوئٹہ تشریف لائے تھے ۔ میں نے ان کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ بولان میڈیکل کالج اور خضدار انجینرنگ کالج ابھی تک مکمل نہیں ہو رہے ہیں وزیر اعظم صاحب نے وہاں پر اپنے سیکرٹری کو منٹس درج کرائے تھے اور فرمایا تھا کہ یہ کام جلد از جلد مکمل ہو جائے گا ۔ کیا جام صاحب بتائیں گے کہ اس سلسلے میں کوئی کمیٹی مقرر ہوئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ:۔

جناب والا! میں اسکے متعلق اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس بارے میں پوری کوشش کروں گا ۔ ان مسائل کے متعلق کمیٹیاں بھی بنتی ہیں اور کمیٹیوں کی رپورٹوں پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ میں ان کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس پر عملی طور پر کام ہو ۔ کیونکہ اس منصوبے شروع ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے ۔ میں اسکی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ پراجیکٹ مرکز کا ہے اور مرکز کی ہدایت کے تحت بن رہا ہے اس پر

جو ابتدائی طور پر دو کروڑ روپے خرچ ہوا تھا وہ صوبائی حکومت کا تھا بعد میں یہ مرکز میں چلا گیا اور انہوں نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ میں نے بار بار ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ یہ کمپلیکس بلوچستان کا وہ واحد کمپلیکس ہے جو کافی عرصے سے مکمل نہیں ہو رہا ہے اس کو جلد مکمل کیا جائے۔ اور اس پر سب لوگ واقعی حیران بھی ہیں کہ اس پر تیس چالیس کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اور یہ ابتک مکمل نہیں ہوا ہے میں بھی کہتا ہوں! اس کو اب جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچنا چاہیئے۔ جو خامیاں اسمیں رہ گئی ہیں ان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور یہ منصوبہ جیسے بھی ہے اس کو مکمل کر دینا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے یا غلط ہے اب اسکو ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیئے اور اس میں جو خامیاں ہیں ان کو جلد از جلد دور کر کے مکمل کیا جائے۔ اور مزید دیر نہ کی جائے۔ جناب والا! مرکزی وزیر جو اس منصوبے سے متعلق ہیں وہ بھی تشریف لائے تھے اور ان کے علم میں بھی یہ بات لائی گئی تھی۔ انہوں نے موقعہ پر جا کر معائنہ بھی کیا تھا۔ اور بعد میں انہوں نے اپنے اخباری بیان میں اس کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ اور میں اپنے معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوگی اور انشاء اللہ اس منصوبے کو جلد از جلد مکمل کیا جائیگا ہم سب مل کر کوشش کریں گے کہ یہ جلد از جلد مکمل ہو۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:- اگلا سوال۔

٭۳۴۲۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:-

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول ڈسپنسری کلی عالمو اور ٹی۔ بی سنٹوریم کوئٹہ میں میڈیکل ٹیکنیشن (M.T) پوسٹوں پر غیر تربیت یافتہ افراد کو تعینات کیا گیا ہے۔ جبکہ ٹیکنیکل آسامیاں مثلاً ایکسرے (X-Ray) ای سی جی (E.C.G) اور او۔ ڈی۔ اے (O.D.A) ریڈیو کیمرا مین اور لیبارٹری وغیرہ تقریباً ایک سال سے خالی ہیں۔ اسکی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) ڈسپنسرز کورس کے لئے کیا شرائط وضع کئے گئے ہیں۔ اگر کوئی ڈسپنسر سرکاری

ملازمت کا خواہشمند نہ ہو تو اسکے حق میں (N.O.C) کن شرائط کے تحت جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) ڈسپنسرز اور L.H.V کے ٹرانسفر مختلف جگہوں پر کتنی مدت کے بعد قانوناً لازمی ہے۔ جبکہ گوالمنڈی سینٹر کوئٹہ میں تعینات L.H.V کو سات سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔ اس کو ٹرانسفر کیوں نہیں کیا گیا۔ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

وزیرِ صحت:۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ کسی غیر تربیت یافتہ میڈیکل ٹیکنیشن (M.T) کو ٹی بی سینٹوریم کوئٹہ یا سول ڈسپنسری کلی عالمو میں تعینات کیا گیا ہے۔ بلکہ کلی عالمو ڈسپنسری میں تعینات میڈیکل ٹیکنیشن (M.T) تربیت یافتہ ہے۔ (X.Ray) اسسٹنٹ ECG ٹیکنشن اور آپریشن تھیٹر اسسٹنٹ کی پوسٹوں کے لئے ایک موجودہ رولز کے تحت ایک سال کے لئے تربیت مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ ان پوسٹوں کے لئے ایک سال کی تربیت زیادہ ہے۔ اس لئے حکومت موجودہ قوانین میں ترامیم کر کے یہ تربیت چھ ماہ کرنے پر غور کر رہی ہے۔ جب تک موجودہ قوانین میں ترمیم نہیں ہوتی اس وقت تک ان پوسٹوں پر کسی امیدوار کو تعینات نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ حکومت نے ان پوسٹوں کے لئے کئی مرتبہ اخبارات میں اشتہار بھی دیئے ہیں مگر امیدوار دستیاب نہیں ہوئے۔ ویڈیو کیمرہ آپریٹر کی پوسٹ بلوچستان تقرری رولز اسکیل ۱ تا ۱۵ میں شامل نہیں ہے لہٰذا یہ کیس بھی حکومت کے زیر غور ہے۔ اور رولز میں ترامیم کرنے کے بعد تقرری عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ڈسپنسرز کورس کے لئے امیدوار کا میٹرک بمعہ سائنس ہونا ضروری ہے۔ اور وہ بلوچستان کا لوکل باشندہ ہو سلیکشن کے بعد انہیں ایک سال کے لئے تربیت دی جاتی ہے اور ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ان سے دو سال کا سروس بانڈ بھی لیا جاتا ہے۔ دو سال سروس مکمل کرنے کے بعد انکو ڈپلومہ جاری کیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر اگر لازمی سروس سے پہلے اگر کوئی امیدوار ڈپلومہ لینا چاہے تو اُسے بانڈ کے مطابق طے شدہ رقم کی ادائیگی کے بعد ڈپلومہ جاری کیا جاتا ہے۔ جو امیدوار بغیر وظیفہ کے تربیت حاصل کرتے ہیں انکو تربیت مکمل کرنے کے بعد ان کی خواہش کیمطابق ڈسپنسرز ڈپلومہ اور NOC دیا جاتا ہے۔

(ج) ہر سرکاری ملازم کے لئے لازمی ہے کہ وہ کسی اسٹیشن پر کم از کم دو سال کا عرصہ پورا کرے مگر اس کے لئے کوئی قوانین نہیں ہے لیکن غیر ضروری تبادلے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ملازم کسی اسٹیشن پر اپنی ڈیوٹی خوش اسلوبی سے سرانجام دے تو اسے ٹرانسفر نہیں کیا جاتا۔ کوئٹہ شہر کے MCH سینٹر میں سینٹر LHV کام کر رہی ہیں اور وہ اپنا کام نہایت خوش اسلوبی اور ایمانداری سے سرانجام دے رہی ہیں، اور ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے بعض L H V کئی سالوں سے کوئٹہ شہر اور صوبے کے دیگر علاقوں میں کام کر رہی ہیں، اسی طرح گوالمنڈی سینٹر کی L H V بھی سات سال سے نہیں بلکہ چار سال سے اپنا کام صحیح طریقے سے سرانجام دے رہی ہے۔ اور عوام کی جانب سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں کی گئی ہے اس لئے اسکو تبدیل کرنے کے لئے احکامات جاری نہیں کئے گئے ہیں۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ ضمنی سوال۔ جناب اسپیکر! ٹی بی سنٹوریم کوئٹہ اور کلی عالمو کی ڈسپنسری میں ایم ٹے کی کوئی پوسٹ نہیں ہے ان کو کس طرح وہاں تعینات کیا گیا ہے؟

وزیر صحت:۔ میں معلومات حاصل کر کے بتاؤں گا اگر پوسٹ نہیں ہے تو انہیں ہٹا دیا جائیگا۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ اگلا سوال۔

***۳۵۲۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ**

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء کے دوران کل کتنے ڈسپنسرز کو ڈپلومہ جاری کئے گئے اور ان میں سے کتنے ڈسپنسرز سرکاری ملازمت اختیار کی ہے۔ اور کتنے ڈسپنسرز نے ملازمت اختیار نہیں کی۔ ضلع وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(ب) سرکاری ملازمت اختیار نہ کرنے والے کتنے ڈسپنسرز سے بانڈ کی رقم وصول کرکے انکو این او سی (N.O.C) جاری کی گئی ہے۔ تفصیل دی جائے۔ نیز اگر ان سے بانڈ کی رقم وصول نہیں گئی ہے تو یہ رقم کب تک وصول کی جائے گی۔

(ج) سرکاری ملازمت اختیار نہ کرنے کی صورت میں بانڈ کی رقم دینے کے خواہشمند ڈسپنسرز کو ڈپلومہ کیوں جاری نہیں کیا جاتا۔ جبکہ محکمہ نے انکو این۔ او۔ سی (N.O.C) بھی جاری کیا ہے۔

وزیر صحت

(الف) سال ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران کل ۷۵ ڈسپنسرز کو ڈپلومہ جاری کئے گئے، میں اس بات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے کہ جن ڈسپنسرز کو ڈپلومہ جاری کیا جاتا ہے۔ وہ سرکاری ملازمت میں نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ ڈپلومہ حاصل کرنے کے بعد تجارتی پیشہ اختیار کر لیتے ہیں اس لئے حکومت سرکاری ملازمت اختیار کرنے یا نہ کرنے والے ڈسپنسرز کی تعداد بتانے سے قاصر ہے۔

(ب) جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ دو سال ملازمت مکمل کرنے کے بعد ہر ڈسپنسرز کو N.O.C اور ڈپلومہ جاری کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ڈسپنسرز دو سال لازمی سروس سے پہلے ڈپلومہ لینا چاہے تو اسے طے شدہ رقم کی ادائیگی کے بعد ڈپلومہ دیا جاتا ہے۔ اب تک کسی ڈسپنسرز سے بانڈ کی رقم وصول نہیں کی گئی ہے۔ کیونکہ تمام امیدواروں نے رولز کے مطابق ملازمت حاصل کرنے کے بعد ڈپلومہ اور N.O.C حاصل کی ہے۔

(ج) دو سال ملازمت مکمل کرنے کے بعد ہر ڈسپنسرز کو ڈپلومہ اور N.O.C جاری کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ڈسپنسرز رقم کی ادائیگی کے بعد ڈپلومہ لینا چاہے تو اسے ڈپلومہ جاری کیا جاتا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-

محترم وزراء سے گزارش ہے کہ وہ ہر قسم کی تیاری کرکے آیا کریں یہ کوئی طریقہ کار نہیں کہ میں پوچھ کر آؤنگا (تالیاں)

وزیر صحت:-

جناب والا! ہم آئندہ خیال رکھیں گے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:-

(ضمنی سوال) جناب وزیر موصوف سے ضمنی سوال کی اجازت چاہتے ہوئے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جزو (الف) میں ڈسپنسریوں کی تعداد بتانے سے قاصر ہونے کی جو بات کہی گئی ہے ایسا کیوں ہے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسے ڈسپنسرز ہیں جو مطلوبہ رقم دیکر بھی ڈپلومہ حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن انکو نہیں دیا جاتا کیا وجہ ہے ؟

وزیر صحت:-

آپ نے جزو (الف) کے بارے میں پوچھا کہ تعداد بتانے سے ہم قاصر ہیں تو عرض یہ ہے کہ کوئی اُنیس سو چھیاسی کوئی پچاسی اور کوئی انیس سو چھیاسی میں چھوڑ کر چلے گئے اس لئے صحیح تعداد معلوم نہیں اسکے علاوہ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ جب وہ اپنی معیاد پوری کریں گے تو ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:-

جناب والا! ایسے ڈسپنسرز ہیں جنہوں نے درخواستیں دی ہوئی ہیں اور وہ مطلوبہ رقم بھی دینا چاہتے ہیں ڈپلومہ حاصل کرنے کے لئے مطلوبہ فیس دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا میری گذارش اور تجویز ہے کہ جو ڈسپنسرز مطلوبہ فیس برائے ڈپلومہ دینا چاہتے ہیں یہ ان کا حق ہے کہ ان کو یہ حق دیا جائے اور برائے مہربانی ان کو شرائط پوری کرنے کے بعد ڈپلومہ جاری کیا جائے۔

وزیر صحت:۔

معزز ممبر مہربانی فرما کر انکی نشاندہی کریں ان کے نام دیدیں تو میں غور کروں گا۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:۔ شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔

اگلا سوال دریافت کیا جائے۔

٭۴۸۳۔ مسز فضیلہ عالیانی:۔

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

یکم جولائی سنہ ۱۹۸۶ء کو سول ہسپتال میں ڈاکٹروں کی تعداد کیا تھی۔ نیز اس ہسپتال میں کون کون سی جدید سہولتوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے اور سال سنہ ۱۹۸۵ء کے دوران مریضوں میں کسقدر مفت دوائیں فراہم کی گئیں۔

وزیر صحت:۔

یکم جولائی سنہ ۱۹۸۶ء کو سول ہسپتال میں ڈاکٹروں کی کل تعداد ۲۱۳ تھی اور سال ۱۹۸۵ء کے دوران مریضوں میں دو کروڑ اکیس لاکھ پچاس ہزار روپے کی دوائیاں مفت فراہم کی گئیں ہیں۔ سول ہسپتال کوئٹہ میں جدید سہولتوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بیس لاکھ روپے کی لاگت سے کلینکل پتھالوجی شعبہ میں دو مشین خون کے کیمیاوی تجربے کے لئے نصب کی گئی ہیں ان مشینوں پر ہر قسم کے تجربات کئے جاتے ہیں یہ مشین پہلی مرتبہ سول ہسپتال کوئٹہ میں نصب کئے گئے ہیں۔

اسکے علاوہ اس شعبہ میں امراض خون اور انتقال خون کے سیکشن میں جدید اور قیمتی مشین نصب کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اسی شعبہ میں ہسٹو پتھالوجی

کے سیکشن میں جدید مشینوں اور سازوسامان کا اضافہ کیا گیا ہے اسکے علاوہ مختلف شعبہ جات میں مندرجہ ذیل جدید سہولتوں کا اضافہ کیا گیا ہے، جسکی تفصیل گوشوارہ الف میں ملاحظہ ہو۔

MEDICAL UNIT

گوشوارہ الف

1) Exercise Tolerance Test Machine......... ایکسرسائز ٹالرنس ٹیسٹ مشین — ایک
2) Echocardiograme.............................. ایکوکارڈیوگرام — "
3) Ultra Sound.................................... الٹراساؤنڈ — "
4) Gastroscope.................................... گیسٹروسکوپ — "
5) Colonoscope.................................... کالونوسکوپ — "
6) Defibrillators.................................. ڈیفیبریلٹر — دو
7) Haemodialysis Machine...................... ہیموڈایالیسس مشین — دو
8) Survo-Ventilator............................... سروو وینٹیلیٹر — ایک
9) Electolyte Analysers.......................... الیکٹرولائٹ انالیسر — دو

ENT DEPTT:-

ENT آپریشن تھیٹر تکمیل کے آخری مرحلے میں ہے۔

SURGICAL UNIT

1) Ultrasonic Stone Crusher.................... الٹراسونک سٹون کرشر
2) Gastroscope.................................... گیسٹروسکوپ
3) Transurethral Resector...................... تھرانسوریتھرل ریسیکٹر

جو مریض پہلے علاج کے لئے کراچی جاتے تھے ان جدید سہولتوں سے ان کا علاج اب یہاں ہو سکے گا۔

DENTAL DEPTT:-

جدید آپریشن تھیٹر زیر تکمیل ہے اس کے لئے آلات جراحی جلد پہنچنے والے ہیں۔

مرد اور خواتین کے لئے علیحدہ پرائیویٹ کمرے بنائے جا رہے ہیں۔

GYNAE DEPTT:-

گائنی وارڈ میں توسیع کی گئی ہے اور وارڈ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی :-

جناب والا! میں وزیر موصوف سے گذارش کرونگی کہ وہ مہربانی فرماکر ایوان کی اطلاع کے لیئے جواب کے ساتھ منسلک گوشوارہ پڑھ دیں۔ کیا وہ ایوان کے سامنے اُسکے سُنائیں گے؟

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :-

نواب صاحب (وزیر صحت) کی جگہ اگر انکے پارلیمانی سیکریٹری مسٹر بشیر مسیح پڑھ لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

(مسٹر بشیر مسیح پارلیمانی سیکریٹری نے منسلکہ گوشوارہ پڑھکر سُنایا)

سردار میر چاکر خان ڈومکی :-

(ضمنی سوال) جناب والا! کیا الٹراساؤنڈ مشین استعمال ہو رہی ہے؟۔

وزیر صحت :-

جی ہاں جب ضرورت پڑے اور مریض آجائیں تو ضرور استعمال ہوتی ہوگی۔

سردار میر چاکر خان ڈومکی :-

یہ ایک چھوٹی سی مشین ہے کسی بھی کمرے میں استعمال ہوسکتی ہے کیا کوئی ڈاکٹر موجود ہے جو اسکو چلا سکے۔ یا کس نے اسکو چلانے کی تربیت حاصل کی ہے؟۔

وزیر صحت :-

لے رہا ہے ....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :-

ممبران گرامی! یہاں پر اسپیکر تماشہ کے لیئے نہیں بیٹھا ہے

کہ آپ ایک دوسرے سے مخاطب ہیں۔ ایک وقت میں ایک سوال کیا جائے اسکے بعد اگلا سوال اور اس کا جواب دیا جائے (تالیاں)

مسز فضیلہ عالیانی:۔

(ضمنی سوال) جناب والا! جیسا کہ سردار چاکر خان صاحب نے بھی دریافت فرمایا کہ ۔ الٹرا ساؤنڈ مشین استعمال میں آرہی ہے لیکن جب یہ خراب ہو جاتی ہے تو اسکو صحیح کرنے کے لئے کوئی ٹیکنیکل سٹاف ہے جو اسکو صحیح کر سکے ؟ کیا اس مقصد کے لئے آپنے کس ڈاکٹر کو ٹریننگ دلوائی ہے اگر ہے تو وہ کونسا ڈاکٹر ہے جو ٹریننگ حاصل کرکے آیا ہے۔ ؟

جناب والا! اسکے علاوہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ دو کروڑ اکیس لاکھ پچاس ہزار روپے کی دوائیاں لوگوں میں مفت فراہم کی گئی ہیں۔ میں وزیر موصوف کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ سول ہسپتال کوئٹہ میں دوائیاں آسانی سے میسر نہیں آتی ہیں انکو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے لوگوں کو دوائیوں کے لئے قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے جن کا کوئی اثر ورسوخ ہوتا ہے وہ تو دوائی حاصل کر لیتے ہیں باقی لوگوں کو مایوس لوٹنا پڑتا ہے۔ کیا کوئی ایسا طریقہ تجویز کیا جا سکتا ہے کہ سول ہسپتال میں عوام پریشان ہوئے بغیر دوائی لے کر جائیں ؟

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ اگلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے۔

※ ۲۶۶۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میٹرک پاس (تھرڈ ڈویژن) طلباء کو سائنس کالج میں داخلہ نہیں دیا جاتا ؟ ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں داخلہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر تعلیم:-

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سنہ ۱۹۷۶ء میں ڈگری کالج سریاب روڈ میں ایف ایس سی کی کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس وقت حکومت بلوچستان نے یہ فیصلہ کیا کہ میٹرک پاس تھرڈ ڈویژن طلباء کو سائنس کالج میں داخلہ نہ دیا جائے۔ کیونکہ اگر اس میں داخلہ دیا گیا تو لڑکے ڈگری کالج سریاب روڈ میں داخل نہیں ہونگے۔ اور سائنس کالج پر دباؤ بڑھ جائے گا۔ جس کی وجہ سے تعلیم متاثر ہوگی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-

اگلا سوال

*۲۶۷۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف۔ اے کے سپلیمنٹری امتحانات موسم سرما میں منعقد ہوتے ہیں لیکن امتحانی ھال کو گرم رکھنے کے لئے کوئی معقول بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو سردی کے باعث کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور جس کے نتیجے میں اکثر لڑکے فیل ہو جاتے ہیں۔؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت امتحانی مراکز کو گرم رکھنے کیلئے کوئی معقول بندوبست کرنے یا آئندہ سپلیمنٹری امتحانات کو موسم سرما کی بجائے کسی اور وقت منعقد کرنے پر غور کریگی۔

وزیر تعلیم۔

(الف) سپلیمنٹری (ضمنی) امتحان سالانہ امتحان کے نتیجہ نکلنے کے کم از کم ڈیڑھ ماہ بعد شروع ہوتا ہے اس لئے یہ سالانہ امتحان کے انعقاد اور اس کا نتیجہ نکلنے پر منحصر ہے۔

گذشتہ سال یعنی ۱۹۸۵ء کا ضمنی امتحان ۲۰ جنوری سے شروع ہوا تھا۔ اس سال یہ امتحان یعنی ۱۹۸۶ء کا ضمنی امتحان ۲۰ دسمبر سے شروع ہوگا۔ اور اس طرح بتدریج بہتر موسم میں منعقد ہوتا جائے گا۔

(ب) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بلوچستان کوئٹہ کی جانب سے امتحانی ہال کمروں کو گرم رکھنے کے لئے سرد علاقوں میں واقع امتحانی مراکز کے سنٹر سپرنٹنڈنٹس کو امتحان کے دوران ایندھن خریدنے کے لئے مروجہ قواعد کے تحت رقم مہیا کی جاتی ہے۔ بلوچستان بورڈ اور پاکستان کے دیگر تعلیمی بورڈ امتحانات کے انعقاد کے پروگرام میں ضروری رد و بدل کر رہے ہیں۔ تاکہ طلبا کو امتحان دینے کے سلسلے میں کسی بھی موسم (سرد/ گرم) کی شدت مانع نہ ہو۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-

اگلا سوال۔

*۳۲۰۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہدہ (کوئٹہ) کے علاقہ میں صرف ایک ہی قدیم گرلز مڈل اسکول واقع ہے، جو بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اسکول سے مڈل پاس کرنے کے بعد اکثر لڑکیاں قریب میں ہائی اسکول نہ ہونے کی بنا پر تعلیم چھوڑ دیتی ہیں—

(ج) اگر جزو (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے گرلز مڈل اسکول ہدہ کو ہائی اسکول کا درجہ دینے کیلئے فوری اقدام کرے گی؟-

وزیر تعلیم۔

(الف) یہ درست ہے کہ ہدہ (کوئٹہ) کے علاقے میں فی الحال ایک ہی گرلز مڈل سکول واقع ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ گرلز مڈل سکول ہدہ (کوئٹہ) کی لڑکیاں مڈل پاس کرنے کے بعد اس لئے تعلیم چھوڑ دیتی ہیں کہ قریب میں کوئی گرلز ہائی سکول نہیں اصل صورحال یہ ہے۔ کہ سکول کے قریب چند فرلانگ کے فاصلے پر پوسٹل گرلز ہائی سکول موجود ہے اسکے علاوہ ریلوے گرلز ہائی سکول (کوئٹہ) بھی کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں خواہشمند طالبات داخلہ لے سکتی ہیں۔

(ج) علاقہ کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر ہدہ (کوئٹہ) کے قریب ایک گرلز ہائی سکول بمقام کلی اسماعیل کے قیام کے منصوبہ بندی کی گئی ہے، موجودہ سال میں اس نئے سکول کیلئے زمین خریدنے کے لئے مبلغ ۲،۴۰۰۰۰ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسے خرید کر تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ اس سکول کے قیام سے کافی حد تک گرلز مڈل اور ہائی کلاسز کی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

اگلا سوال۔

٭۳۲۶۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مڈل سکول برائے طلباء اور مڈل سکول برائے طالبات کلی مینگل تحصیل نوشکی قدیم سکولوں میں سے ہیں اور ان ہر دو سکولوں کے طلباء کی تعداد اس اس علاقے کے دیگر سکولوں کی نسبت کافی زیادہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ہر دو سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینے کا پروگرام سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ء میں شامل کیا گیا تھا۔

(ج) اگر جزو (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ابتک ان سکولوں کا درجہ نہ بڑھانے کی کیا وجوہات ہیں جبکہ یہاں پر قریبی ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے اکثر طلباء مڈل پاس کرنے کے بعد مزید تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں؟

وزیر تعلیم۔

(الف) یہ درست ہے کہ مڈل سکول برائے طلبہ اور مڈل سکول برائے طالبات کلی مینگل تحصیل نوشکی کے نسبتاً پرانے سکول ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں کہ ان دونوں سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام ۸۶-۱۹۸۵ء میں شامل کیا گیا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا اسکولوں کا درجہ بڑھانے کا معاملہ زیر غور ہے اور اس ۸۷-۱۹۸۶ء کے ترقیاتی پروگرام میں انہیں شامل کیا جائے گا۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔

جناب والا! یہ دونوں قدیمی اسکول ہیں۔ روڈ ان سے کافی دور ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان اسکولوں کو ہائی اسکول کا درجہ دیا جائے۔ اگر ایم پی اے حضرات اس کے لئے اپنے فنڈ زدیں تو بہتر ہے۔ ورنہ محکمہ تعلیم اپنی طرف سے اے ڈی پی میں شامل کرلے۔ لوگوں کو کافی مشکلات ہیں یا وزیر صاحبہ اسے اے ڈی پی میں شامل کر دیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! میں اپنے معزز بھائی کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ

ابھی کچھ دن پہلے ہم نے معائنہ کیا اور ہم نے ایجوکیشن کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ ہم اس اسکول کو ہائی اسکول کا درجہ دیں گے۔ اس کے اخراجات کے لئے ہم نے اگلے مالی سال کے بجٹ میں پیسے بھی رکھے ہیں۔ کمروں کا بھی اسٹیمیٹ بنایا گیا۔ سائنس لیبارٹری کے لئے بھی ہم نے پیسے رکھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سال ۱۹۸۷ء میں کام شروع ہو جائے گا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔

اگلا سوال مسٹر ارجن داس بگٹی کا ہے۔ دریافت فرمائیں۔

٭ ۲۸۴۔ مسٹر ارجن داس بگٹی۔

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال ۱۹۸۰ء سے بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بلوچستان کے کتنے طلباء کو کن کن شعبوں اور کس کس ملک کے لئے وظائف دیئے گئے ہیں۔ ضلع وار طلباء کے نام بمعہ ولدیت اور کورس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر تعلیم۔

محکمہ تعلیم بلوچستان نے کسی بھی طالب علم کو بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف نہیں دیئے ہیں۔ کیونکہ یہ وظائف وفاقی حکومت دیتی ہے۔ لہٰذا محکمہ ہٰذا معلومات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:۔

(ضمنی سوال) جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! محترمہ ایجوکیشن منسٹر سے گزارش ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ محکمہ تعلیم بلوچستان نہ وظائف دیا کرتا ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی سفارش کرتا ہے کیا اس سلسلے میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیوں ہے؟ جبکہ ہمارے لوکل باشندوں کو وظائف کی ضرورت ہے اور وہ باہر جانا چاہتے ہیں اور اگر

وہ باہر جانا چاہیں تو حکومت بلوچستان ان کی کیا مدد کر سکتی ہے؟۔

وزیر تعلیم۔

جناب اسپیکر صاحب ہم نے آجتک تو کسی طالب علم کو وظیفہ دینے کی سفارش نہیں کی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

محترمہ وزیر صاحبہ اس کا مطلب ہے کہ آپکو اس کا کوئی علم نہیں ہے وزیر اعلیٰ صاحب آپ ہی کچھ بتا دیں۔

وزیر اعلیٰ۔

جہاں تک بیرونی ممالک میں وظائف پر بھیجنے کا تعلق ہے یہ مرکزی حکومت کی طرف سے ہوتے ہیں اور میں مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کروں گا۔ جو وظائف ملے ہیں یا نہیں ملے تو ان کی تفصیل سے آپکو آگاہ کر دوں گا۔

پرنس یحییٰ جان۔

جناب والا! ان تیس سالوں میں پاکستان سے ہزاروں طالب علم بیرون ملک وظیفے پر چلے گئے ہیں مگر صوبہ بلوچستان سے بہت ہی کم گئے ہیں صرف ایک دفعہ ارباب صاحب شاید گئے تھے۔ اور وہ بھی ریفریشر کورس کے لئے۔ میں جناب چیف منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جب وزیر اعظم اور صدر پاکستان سے ملیں تو ان کے ساتھ ان وظائف کا مسئلہ اٹھائیں پہلے ہمارے پاس اسمبلی نہیں تھی اور دوسرے صوبوں میں اسمبلیاں موجود تھیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مختلف شعبوں مثلاً صحت ایجوکیشن اور زراعت وغیرہ میں وظائف دلانے کی کوشش کریں۔ اور جتنا بھی ان وظائف میں بلوچستان کو کوٹہ مل سکے اس کے متعلق فیصلہ

کرائیں صدر صاحب پاکستان، اور وزیر اعظم صاحب سے خصوصی اجازت لیں کیونکہ فرنیٹر کے لوگوں کو بہت سے وظائف مل رہے ہیں۔ وہ کبھی امریکہ جا رہے ہیں کبھی سوئٹزرلینڈ جا رہے ہیں۔ ہمارا بھی حق بنتا ہے۔ ہم بھی اس پاکستان میں رہتے ہیں اور ہماری اس جدوجہد میں چیف منسٹر صاحب ہماری امداد کریں۔

وزیر اعلیٰ۔

میں معزز ممبر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ان کی یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔ میں اسکے متعلق پوری کوشش کروں گا۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔

جناب اسپیکر صاحب! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمیں تسلی دی ہے میں صرف اس سلسلے میں بطور ممبر اسمبلی گزارش کروں گا کہ ہمارا یہ مقدس ایوان ہے کہ یہ چیز ہماری ایک تجویز کی صورت میں وفاقی حکومت کو بھیجی جائے۔

وزیر اعلیٰ۔

آپ کا اسمبلی میں سوال پیش کرنا اور اس کا صحیح جواب دینا ہماری حکومت کا فرض ہے اور اگر کسی معزز ممبر صاحب کی تسلی نہیں ہوئی ہے تو میری پوری کوشش ہوں گی کہ ان کی تسلی کرائی جائے۔ میں تمام وزراء صاحبان سے بھی گزارش کرونگا۔ کہ وہ اپنے محکموں کو ہدایت کریں کہ وہ صحیح طریقے سے سوالوں کے جواب مرتب کر کے اسمبلی میں بھیجیں۔ تاکہ ہر معزز ممبر کی صحیح معنوں میں تسلی ہوسکے۔ تاکہ ہمارے ان جمہوری اداروں کی صحیح طریقے سے نشو نما ہوسکے۔ یہ آپ کی کوئی تجویز نہیں بلکہ آپ کا حق ہے اور یہ حق میں آپ سے چھین نہیں سکتا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

اگلا سوال حاجی محمد شاہ مردان زئی صاحب کا ہے ۔

*۳۲۷۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی انتہائی کمی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہت سے نئے اسکولوں میں اساتذہ کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دوسرے صوبوں یعنی پنجاب وغیرہ سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کو بلوچستان میں تعینات کرنے کی تجویز پر غور کرے گی تاکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی کمی پوری ہو سکے۔

وزیر تعلیم۔

(الف) صوبہ میں چند سال قبل تک اعلیٰ تعلیمی قابلیت کے حامل اساتذہ کی کمی تھی یہ کمی اب دور ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کچھ نئے اسکولوں میں اساتذہ کی بعض اسامیاں خالی ہیں جن کو پُر کرنے کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اور جلد ہی ان کو پُر کر دیا جائیگا۔

(ج) حکومتِ بلوچستان کی پالیسی یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے تمام آسامیاں بلوچستان کے باشندوں سے پر کی جائیں تاکہ ان کو روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع ملیں۔ البتہ جہاں ضروری قابلیت کے حامل اساتذہ میسر نہ ہوں۔ وہاں دوسرے صوبوں سے بھی اساتذہ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ رواں مالی سال کے دوران دوسرے صوبوں سے سائنس کے پانچ اساتذہ بھرتی کئے گئے ہیں، جب آٹھ مزید ایسے اساتذہ کی تعیناتی زیر غور ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

اگلا سوال۔

*۳۳۳۔ مسٹر نصیر احمد باچا۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج پشین میں طلباء کی تعداد پہلے کی نسبت دوگنی ہوگئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دینے پر غور کرے گی۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

وزیر تعلیم۔

(الف) یہ درست ہے۔ گورنمنٹ انٹر کالج پشین کے طلباء کی تعداد پہلے کی نسبت دوگنی ہوگئی ہے۔ لیکن اب بھی یہ تعداد خاطر خواہ حد تک نہیں پہنچی۔

(ب) انٹر کلاسز سے پاس ہونے والے طلباء کی تعداد کے پیش نظر کسی کالج کو ڈگری کا درجہ دیا جاتا ہے۔ انٹر کالج پشین سے پاس ہونے والے طلباء کی تعداد فی الحال اتنی کم ہے کہ اسکو ڈگری کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ جوں ہی پاس ہونے والے طلباء کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوجائے گا۔ حکومت اس کو ڈگری کا درجہ دینے پر غور کرے گی۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! جیسا کہ سننے میں آیا ہے کہ ہمارے پشین کالج کو جناب وزیر اعلیٰ نے ڈگری کالج کا درجہ دیدیا ہے اور وزیر تعلیم نے جو جواب دیا ہے۔ مجھے ان کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہیں کوئی چیز ہی معلوم نہیں کہ اس کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جا چکا ہے۔ اس کا اعلان وزیر اعلیٰ صاحب نے کیا تھا۔

وزیرِ تعلیم۔

جناب اسپیکر! اگر وزیرِ اعلیٰ صاحب نے وہاں پر اعلان کیا ہے اُسکے متعلق ہمارے پاس لیٹر آئیگا اور اگر وزیرِ اعلیٰ صاحب نے کیا ہے وہ اسکے متعلق حکم جاری فرمائیں گے تو انشاء اللہ ہو جائے گا۔ ایسی کونسی بات ہے۔

٭۳۳۴۔ مسٹر نصیر احمد باچا۔

کیا وزیرِ تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے اس سال مردہ کاریز ہائی سکول (ضلع پشین) اور گورنمنٹ کالج چمن کے لئے سپورٹس کا سامان مہیا نہیں کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول و کالج کو سپورٹس کا سامان مہیا نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ تفصیل دی جائے؟

وزیرِ تعلیم۔

(الف) یہ درست نہیں کہ گورنمنٹ کالج چمن کے لئے اس سال سپورٹس کا سامان مہیا نہیں کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کالج کو اس سال پانچ ہزار روپے سپورٹس کا سامان خریدنے کے لئے اور مزید پانچ ہزار ٹورنامنٹ کے انعقاد کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول مردہ کاریز کے لئے پانچ سو روپے سالانہ پروگرام کے تحت اور ۹۔ ہزار ترقیاتی پروگرام کے تحت رکھے گئے تھے جو کہ بھجوا دیئے گئے ہیں۔

(ب) جواب جزو الف میں مہیا کر دیا گیا ہے۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔

(ضمنی سوال) جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ وزیرِ تعلیم صاحب نے فرمایا ہے کہ رقم

انہوں نے بھیجی ہے مگر اس سے کچھ خریدا نہیں گیا ہے اور پیسے کھا گئے ہیں صرف پانچ سو روپے سے کیا ہو سکتا ہے ؟ -

وزیر تعلیم -

جناب والا ! ہم نے ان کو نو ہزار بھی دیئے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر -

پہلے ان کو بات کرنے دیں - پھر آپ بات کریں -

وزیر تعلیم

جناب یہ وہاں دریافت کریں اگر ان کو سامان نہیں ملا ہے تو ہمیں بتائیں وہاں پر میں نے متعلقہ ماسٹر سے بھی دریافت کیا ہے - انہوں نے کہا کہ ہمیں سامان مل گیا ہے آپ انکوائری کریں -

مسٹر نصیر احمد باچا -

انکوائری کرنا آپ کا کام ہے میرا کام نہیں ہے -

وزیر تعلیم -

جناب اسپیکر ! میرا تو کام ہے مگر بحیثیت ممبر آپکا بھی کام ہے آپ بھی علاقے کے ایم پی اے ہیں - اور آپ کا بھی فرض ہے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر -

اگلا سوال -

***۳۳۵ مسٹر نصیر احمد باچا -** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلی مردہ کاریز جمن کے ہائی سکول میں ابتک سائنس اور انگلش ٹیچرز تعینات نہیں کیئے گئے ہیں۔ جسکی وجہ سے طلباء ان دو لازمی مضامین کی تعلیم سے محروم ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں ان دو مضامین کے اساتذہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

وزیر تعلیم۔

(الف) یہ درست نہیں کہ گورنمنٹ ہائی سکول مردہ کاریز جمن میں ابتک سائنس اور انگلش ٹیچرز تعینات نہیں کیئے گئے۔

(ب) حکومت نے مذکورہ سکول میں پہلے ہی مسٹر گل جان کو بطور سائنس ٹیچر اور مسٹر آغا محمد اور محمد اشرف کو بطور سینئر انگلش ٹیچر متعین کر دیا ہے۔ اور وہ متعلقہ مضامین کی تدریس بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب والا ! جیسا کہ میرے بھائی نے فرمایا ہے تو آپ یقین کریں کہ جب یہ سوال میرے نوٹس میں آیا تو میں نے مسٹر گل جان کو بلایا انہوں نے خود مجھے کہا کہ میں با قاعدہ وہاں جاتا ہوں اور بچوں کو پڑھاتا ہوں۔ تاہم اس سلسلے میں ہم انکوائری کریں گے۔ اگر ایسی بات ہوئی تو سختی سے کاروائی کی جائے گی۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔

وعدہ تو آپ کرتی ہیں۔ لیکن منسٹر صاحبہ اگر کام بھی کریں تو مشکور ہوں گا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

اگلا سوال مسز فضیلہ عالیانی صاحبہ کا ہے دریافت فرمائیں۔

***نمبر ۳۵۰۔ مسز فضیلہ عالیانی۔** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے۔

محکمہ تعلیم میں گریڈ ۳ تا ۱۶ کی مختلف خالی آسامیوں کو بذریعہ ابتدائی بھرتی پر کرنے کے لئے حکومت نے کیا پالیسی وضع کی ہے ۔؟ نیز درجہ چہارم کے ملازمین کا کون انٹرویو لیتا ہے اور ان کی بھرتی کے احکام کون جاری کرنے کا مجاز ہے ۔ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں ۔

وزیر تعلیم ۔

حکومت بلوچستان کی وضع کردہ پالیسی کے تحت گریڈ ۱ تا ۱۶ تک کے جملہ ملازمین کی ابتدائی بھرتی متعلقہ محکمہ کے وزیر کی منظوری سے ہوتی ہے لیکن محکمہ تعلیم میں گریڈ ۷ تک کی تمام ابتدائی بھرتی کے اختیارات متعلقہ ڈسٹرکٹ / ڈویژنل ایجوکیشن افسروں کو سونپ دیئے گئے ہیں ۔ بہتر افراد کی بھرتی کے لئے اضلاع میں کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جو انٹرویو اور تحریری امتحان لے کر اہل امیدواروں کا انتخاب کرتی ہیں ۔ اور ان کی تقرری کے احکام متعلقہ ڈسٹرکٹ / ڈویژنل ایجوکیشن افسر جاری کرتے ہیں ۸ سے ۱۵ تک کے ملازمین کی تقرری اور انتخاب کے لئے صوبائی سطح پر ڈائریکٹر تعلیمات سکولز کی سرکردگی میں کمیٹی قائم ہے کمیٹی کے منتخبہ امیدواروں کی تقرری ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز وزیر تعلیم کی منظوری کے بعد کرتے ہیں گریڈ ۱۶ کے ملازمین کی ابتدائی تقرری بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر کی جاتی ہے ۔

درجہ چہارم کے ملازمین کی تقرری ڈسٹرکٹ / ڈویژنل ایجوکیشن افسر عمل میں لاتے ہیں ۔ اور امیدواروں کی موزونیت کا جائزہ بھی وہی لیتے ہیں ۔

جناب والا ! اسکے علاوہ یہ بھی بتاتی چلوں کہ گریڈ سولہ کے ملازمین کا تقرر پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ ہوتا ہے کمیشن ان کو سلیکٹ کرتا ہے اور محکمہ تعلیم اسکو آرڈر کرتا ہے ۔

مسز فضیلہ عالیانی ۔

جناب والا ! جس طریقہ سے جواب دیا گیا ہے اور ہمارے علم میں یہ ہو کہ وائیولیشن ہو رہی ہے ۔ اور ہم اس ضمن میں پروف بھی پیش کر دیں اور اگلے اجلاس کے لئے فریش

نوٹس کے ساتھ سوال پیش کریں تو کیا ہمیں جواب دیکر مطمئن کیا جائے گا ؟۔

وزیر تعلیم۔ بالکل۔

وزیر اعلیٰ۔ ضرور۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

بائیس تاریخ کے اجلاس میں میر عبدالنبی جمالی وزیر مال صاحب نے سوال کا جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا وہ اپنا وعدہ نبھائیں گے ؟۔

وزیر مال۔ میر عبدالنبی جمالی۔

حاضر جناب ! جیسے آپ فرمائیں۔ جناب والا ! تفصیلات کیمطابق ضلع کچھی میں جن مکانات کو جزوی نقصان ہوا۔ ان کی تعداد آٹھ ہزار چھ سو اٹھارہ ہے۔ جن کو کل نقصان ہوا ان کی تعداد دو ہزار تین سو پینتالیس ہے اور جانوروں کا نقصان چار ہزار پانچ سو چھ ہے۔ جبکہ اللہ کی مہربانی سے جانی نقصان اس ضلع میں نہیں ہوا۔ اسکے علاوہ سبی ڈویژن میں آٹھ لاکھ روپے برائے امداد منظور کئے گئے تھے۔ ان میں سے چار لاکھ صرف ضلع کچھی کے لئے برائے تخم وغیرہ دیئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ اگر مزید معلومات ہوں تو فرمائیں۔

سردار میر چاکر خان ڈومکی۔

جناب والا ! میں نے ضلع کچھی میں تقسیم کرنے کے بارے میں پوچھا تھا۔ اسکی تفصیل نہیں دی گئی ۔

وزیر مال۔

جناب والا ! آپکو معلوم ہے درمیان میں چھٹی کا دن تھا۔ صرف ایک دن کے وقفہ میں اتنی تفصیل حاصل کرنا کیسے ممکن تھا۔ جتنا بھی دیا گیا ہوگا مثلاً آدھا چوتھا حصہ یا تین چوتھائی تقسیم ہوگیا ہوگا؟

وزیر اعلیٰ۔

اس سیشن کے دوران تفصیل پیش ہو گی۔

رخصت کی درخواست۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

وقفہ سوالات ختم ہوا۔ اب سیکرٹری اسمبلی اعلانات پڑھ کر سنائیں گے۔

مسٹر اختر حسین خان سیکرٹری اسمبلی۔

مسٹر ناصر علی بلوچ صاحب نے درخواست بھیجی ہے کہ بوجہ بیماری وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے لہٰذا انکے حق میں آج کی رخصت منظور کیجائے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کیجائے؟ (رخصت منظور کی گئی)

مسز فضیلہ عالیانی۔

جناب والا! میں آپکی اجازت سے وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں چند مشکلات پیش کرنا چاہتی ہوں جن کا سامنا آجکل عوام کو ہے میں چونکہ تحریک التوا پیش نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے آپکے علم میں میں لانا ضروری ہے کہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے اور اس لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے اس معزز ایوان میں یقین دہانی چاہوں گی۔ کیونکہ وہ روز ہی عوام کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ وہ بلوچستان کے عوام کی مشکلات ....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

محترمہ! ایوان کی باقی کارروائی کے بعد آپکو پورا موقع دیا جائے گا۔ تاکہ آپ اپنی تجویز ایوان میں پیش کریں۔

تحریک التواء منجانب ملک حاجی محمد یوسف اچکزئی

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

ملک یوسف اچکزئی صاحب نے ایک تحریک التواء کا نوٹس دیا ہے۔ ملک صاحب اپنی تحریک التواء پیش کریں۔

ملک حاجی محمد یوسف اچکزئی۔

جناب اسپیکر صاحب آپکی اجازت سے میں یہ تحریک التواء ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ "مورخہ بائیس اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سول سیکریٹریٹ میں جو واقعہ رونما ہوا ہے۔ اسمبلی کی کاروائی روک کر اس پر بحث کیجائے"۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

تحریک یہ ہے کہ "مورخہ بائیس اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سول سیکریٹریٹ میں جو واقعہ رونما ہوا ہے اسمبلی کی کاروائی روک کر اس پر بحث کیجائے"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

فرمایئے ملک صاحب اس پر روشنی ڈالنا چاہیں گے۔

ملک حاجی محمد یوسف اچکزئی۔

جناب اسپیکر، اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ہم جو یہاں معزز ممبران آئے ہیں۔ الیکشن کے ذریعے قوم کے نمائندے کے حیثیت سے آئے ہیں اس اسمبلی میں ہم نے اپنے حلف میں قوم کے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ اس ملک میں جمہوریت اور قانون کی بالادستی ہوگی اور ہم اس قوم اور ملک کی خدمت کریں گے۔ اس سلسلے میں بعض منسٹر بنتے ہیں اور بعض ایم پی اے رہتے ہیں۔ ہمارا اصل مرتبہ ایم پی اے کا ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ ذاتی دشمنی کی بنیاد پر میں یہ تحریک التواء پیش نہیں کی۔ میں اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد یہ نہیں چونکہ میری

منسٹری چلی گئی اس لئے میں نے تحریک التواء پیش کی۔ منسٹری کی بات نہیں ہے۔ میری تحریک التواء کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے معزز ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کردوں۔
جناب والا! آپکو علم ہوگا کہ یہ واقعہ جو اس دن پیش آیا میں نے اپنے پی ایس سے کہا کہ یونیگر سے ٹیلیفون ملادیں میرے پی ایس نے ٹیلیفون کردیا۔ میرے پی ایس اور یونیگر صاحب کے پی ایس کے درمیان باتیں ہوتی رہیں۔ میرے پی ایس نے مجھ سے ٹیلیفون ملایا ٹیلیفون ملنے پر میں نے پی ایس سے بات کی تو مجھے اس نے کہا تھا کہ آپ لوگ جیسے جاہل احمق اور نا اہل منسٹر بنتے رہتے ہیں آپ جیسے کئی منسٹر آتے ہیں اور کئی چلے جاتے ہیں۔ ہمارے ساتھ زیادہ بات مت کرو۔ ہم آپ لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسکے بعد انہوں نے ٹیلیفون بند کردیا۔ میں پھر دفتر سے اٹھا کیونکہ ٹیلیفون پر ہمارا رابطہ کٹ گیا۔ تاکہ میں یونیگر سے بات کروں کہ معاملہ کیا ہے۔ میں یونیگر کے پاس گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وزیر اعلیٰ۔

جناب والا! میں اس میں مداخلت تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ معزز رکن ہمارے منسٹر رہے ہیں، اب انہوں نے آپکے سامنے تحریک التواء پیش کی ہے۔
اگر آپ یہ تحریک التواء پڑھیں گے تو اس میں آپکو وضاحت کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔
جناب والا! یہ تحریک التواء قطعاً ضابطے کے مطابق نہیں ہے۔ اس تحریک میں یہ واضح لکھا گیا ہے۔ جناب میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسپیکر کا فرض بنتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک کسٹوڈین ہوتا ہے اور کسٹوڈین کا یہ فرض ہے کہ جب کوئی بھی تحریک التواء اس کے سامنے پیش ہو تو یہ اس کا کردار ہوتا ہے کہ وہ تحریک التواء کو دیکھے۔ اس تحریک التواء میں لکھا گیا ہے کہ درج ذیل یہ لفظ بھی غلط ہے اور پھر تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیتا ہوں کہ مورخہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو سول سکرٹریٹ میں جو واقعہ رونما ہوا ہے۔ جناب والا! جو واقعہ تو کوئی بھی واقعہ ہو سکتا ہے۔ قتل کا بھی واقعہ ہو سکتا ہے مار پیٹ کا بھی واقعہ ہو سکتا ہے۔ یہاں پر واقعہ کی تفصیل نہیں ہے۔ کہ کونسا واقعہ ہوا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی معاملہ کسی عدالت یا تحقیقاتی ادارے میں ہو تو اسپیکر کا کام اس پر رولنگ دینا ہوتا ہے کہ آیا اس قسم کی تحریک التواء اسمبلی میں پیش ہو سکتی ہے یا نہیں۔

جناب والا! جہاں تک بحث کا تعلق ہے آپ چاہیں تو اس پر بحث بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور عرض کرونگا کہ جمہوریت کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ اب جبکہ ہم عوامی نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی ممبر اور وزیر کو کھلی چھٹی اور آزادی نہیں ملنا چاہیئے کہ وہ جیسا چاہے اپنی مرضی سے عمل کرے۔ میرے نقطہ نظر سے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے معاملوں پر تحریک التواء پیش کرنے کی اچھی روایات نہیں ہوگی کہ یہاں اسمبلی میں اس پر بحث کی جائے اور میرے خیال میں اگر اس پر بحث کی گئی تو یہ اچھی بات نہ ہوگی۔

ڈپٹی اسپیکر۔

محترم جام صاحب یہ تحریک التواء ضابطہ کے مطابق ہے یا ضابطہ کے خلاف ہے۔ یہ فیصلہ دینا میرا کام ہے میں نے ان سے کہا ہے کہ جو تحریک التواء انہوں نے پیش کی ہے اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں اپنی بھڑاس نکالیں اسکے بعد آپ اس پر جو فیصلہ دینا ہے وہ میں بعد میں دونگا۔

وزیر مواصلات۔ ڈاکٹر حیدر بلوچ

جناب والا! میں جام صاحب سے متفق ہوں ملک صاحب نے فرمایا واقعہ ہوا ہے کل رات جو ہمارے پارلیمانی گروپ کی میٹنگ ہوئی اس کے متعلق اخبار میں بھی آیا لیکن اسپیکر صاحب ہمیں ابھی تک اصل واقعہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے۔ ہمیں کچھ پتہ ہونا چاہیئے۔ اگر حکومت کسی منسٹر کو برطرف کرتی ہے تو ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ اب اصل معاملے کا تو ہمیں پتہ نہیں ہے کیا ہوا یا کیا نہیں ہوا۔ جناب والا! ہمیں دونوں طرف کی بات معلوم ہونی چاہیئے۔ اب اگر منسٹر صاحب بولیں گے تو اپنی favour میں بولیں گے اور اگر بیروکریٹس بولیں گے تو اپنے حق میں بولیں گے۔ اگر جام صاحب بولیں گے تو اپنے حق میں بولیں گے۔

(شور اور آپس میں باتیں)

ڈپٹی اسپیکر۔

جب میں بات کر رہا ہوں تو اسے سنیئے۔ اب جبکہ میں اسپیکر کی کرسی پر بیٹھا ہوں تو فیصلہ

کنندہ میں ہوں دونوں کوشش کرانصاف کروں گا۔

وزیر مواصلات :۔

جناب والا! میں یہ عرض کرونگا کہ وہ ہمیں یہ بتائیں کہ معاملہ کیا ہوا ہے۔ ہمیں تو ابھی تک یہ بھی پتہ نہیں کہ ....

مسز فضیلہ عالیانی :۔

جناب والا! ملک صاحب نے جو تحریک التوار پیش کی ہے واقعی اس کے متعلق ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ کونسا واقعہ ....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :۔

آپ لوگ تشریف رکھیں انہیں بولنے دیں۔

مسز فضیلہ عالیانی :۔

جناب والا کیا انہیں فرسٹ نوٹس نہیں دینا چاہیئے تھا۔کیونکہ کیلئے پتہ چلے گا کہ کس چیز پہ بحث ہو رہی ہے۔

ڈپٹی اسپیکر :۔

ملک صاحب آپ اپنی تحریک سے متعلق ہوکر بولیں اور واقعاتی تذکرہ سے باز رہیں۔

ملک محمد یوسف اچکزئی :۔

جناب اسپیکر صاحب اگر مجھے موقع دیا جائے تو میں اس واقعہ کی تفصیل سے آگاہ کروں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تحریک التوار بحث کے لئے پیش کی ہے۔جو میرا فرض ہے ایک ممبر کی حیثیت سے۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ معاملہ اس دن ٹیلی فون سے شروع ہوا۔ جب ٹیلی فون پر اس نے مجھے گالی دی ٹیلی فون میں نے خود اٹھایا تھا۔ میں نے خود یونیگر کے دفتر میں جاکر بات کی اور پھر ہم واپس چلے۔ ہمارے آنے کے بعد یہ معاملہ ہڑتال تک پہنچ گیا۔ اور ہڑتال کے بعد بیوروکریسی نے جو کردار ادا کیا ہے۔ ہمارا مقصد صرف بیوروکریٹس کے خلاف ہے ہمارا کسی ممبر اور کسی منسٹر سے کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ بلکہ ہم اپنے ممبروں منسٹروں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی قدر کرتے ہیں۔ اگر آج یہ حالات ہمارے ساتھ ہونگے اور آج میں نہیں ہوں گا۔ کل کوئی دوسرا بھی نہیں ہوگا۔ اور پھر کل آپ کی باری نہیں ہوگی۔ اور آپ کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے۔ ایسا دنیا میں ہوتا رہتا ہے اگر کوئی جھگڑا ہوا ہے ....

ڈپٹی اسپیکر۔

ملک صاحب آپ نے اس تحریک کی وضاحت کر لی ہے اس پر بحث کی اجازت ہاؤس نے نہیں دی آپ تشریف رکھیں جب ہاؤس اس پر بحث کرنے کی اجازت دے گا تو اس وقت اس پر آپ بحث کریں۔ جام صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟۔

وزیر اعلیٰ۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جہاں تک تحریک التواء کا تعلق ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس پر بحث کرنے کی اجازت دیں۔ کیونکہ آپ اس پر مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ لیکن جو واقعہ ہوا ہے اور تحریک التواء میں کہا گیا ہے کہ جو واقعہ ہوا ہے اس میں واقعہ کا بھی ذکر نہیں۔ بات اتنی ہوئی ہے کہ منسٹر صاحب نے ٹیلیفون کیا ہوگا۔ اس شخص نے گالی دی یہ بھی درمیان میں ہے۔ لیکن جو عمل ہوا ہے جیسا کہ ہمارے وزیر صاحب نے کہا کہ دس بارہ آدمیوں کو ساتھ لیکر کسی کے گھر جاکر۔ ایک آدمی کو مارا پیٹا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا فعل نہیں ہے۔ یہ فعل اگر مجھ سے یا کسی بھی ممبر سے سرزد ہوجاتا تو قابل مذمت ہوتا۔ مجھے بھی اس طرح سے نکلنا چاہیئے تھا۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم قومی نمائندوں کا فرض یہ ہے کہ ہم قانون کا احترام کریں۔ اگر ہم نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تو جمہوریت کبھی بھی نشوونما نہیں

پاسکتی۔ جناب والا! جو واقعہ ہوا ہے اور اس پر جو فیصلہ ہوا میرے لئے ایک بڑا کٹھن فیصلہ تھا۔ اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ مجھے اس فیصلے سے کوئی خوشی ہوئی ہے یا ہمارے پارلیمانی لیڈر ڈے کے میدان کو کوئی خوشی ہوئی ہے۔ یہ بہت ہی کٹھن دل توڑنے والا فیصلہ تھا۔ لیکن ہمیں انصاف کے ترازو کو بلند رکھنا چاہیئے۔ پہلی تو یہ بات کہ جو بات ہوئی ہے وہ غریب آدمی ہے۔ جیسے دوسرے منسٹر صاحب نے بات کی ہے۔ جیسے جاکر انہوں نے زدوکوب کیا اسکو مارا پیٹا۔ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ حالانکہ وہ ٹیلیفون پر بھی نہیں تھا۔ اور دوسری جو بات ہوئی وہ یہ تھی کہ غیر ممالک کے کچھ لوگ بھی وہاں میٹنگ میں معروف تھے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔

جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی اجازت دی جائے۔ آدھ گھنٹے کا وقت ہے۔

ڈپٹی اسپیکر۔

ملک صاحب آپ تشریف رکھیں ابھی آپ نے بات کی ہے۔ اب دوسرے فریق کو موقع دیں کہ وہ بھی بات کرے۔

وزیر اعلیٰ

جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو کڑوی گولی کی طرح ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی کڑوی گولی بھی کھانی پڑتی ہے یا دینی پڑتی ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں یہ جو واقعہ ہوا یہ کیسے رونما ہوا اور اگر کوئی بات ایسی ہوئی اور اگر ہمارے وزیر صاحب کو یہ شکایت تھی کہ فلاں شخص نے ان کو گالی دی ہے یا بدکلامی کی ہے۔ اس کے ازالے کے لئے اسکے تدارک کے لئے اور بہت سے طریقے تھے وہ مجھے لکھتے ہم اس کی پوری تحقیقات کرتے اس پر مشورہ کیا جاتا دیکھا جاتا۔ اگر واقعی ایسی بات ہوتی ہے تو متعلقہ شخص کو ملازمت سے معطل کیا جاتا اور اسکے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی۔

جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ایک جج ہوتا ہے

فیصلہ کرتا ہے پھانسی کی سزا دیتا ہے پھانسی کے فیصلے کے مطابق وہ ملزم پھانسی پاتا ہے۔ لیکن جج یہ نہیں کرتا کہ اس نے جرم تو کیا ہے اور اس کو جرم کے بدلے کئی مکے بھی مارے اور کہے کہ میں نے آپ کو پھانسی کی سزا دی ہے اور میرا مکہ بھی جائز ہے تو ایسی بات نہیں ہے۔ انصاف کے تقاضے پورا کرنے ہوتے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

ہم نے ملک محمد یوسف کو بہت تھوڑا وقت دیا تھا آپ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے مختصر فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ۔

اس لڑائی کے وقت وہاں میٹنگ ہو رہی تھی جس میٹنگ میں غیر ملکی وفد بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اور یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ اس ہاتھا پائی میں ان غیر ملکی افراد کو بھی ضرب پہنچتی۔ اور وہ کیا تاثر اس ملک سے لے کر جاتے۔ اور اب بھی وہ کوئی اچھا تاثر نہیں لے کر گئے ہیں۔ کیا یہ کوئی اچھا تاثر ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ دس بارہ آدمی ایک کمرے میں گھس آئے ہیں۔ اور غیر ملکی وفد کو ڈر لگ گیا کہ ان کو تو کہیں اغوا نہیں کیا جا رہا ہے ایسے حالات میں کچھ نہ کچھ مزید خیال کرنا چاہیئے۔ شرافت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں یہ نہیں ہے کہ میں مسلم لیگ کا ممبر ہوں اور وزیر ہوں اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مسلم لیگ کے ممبر بن کر لوگوں کی عزت لوٹتے پھریں۔ (نعرہ تحسین آفرین)

ہمارا کسی بھی جماعت سے تعلق ہو ہمیں اپنے عوام کو احترام دینا ہوگا۔ مسلم لیگ ایک طرف ہے۔ انصاف ایک طرف یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیں کرسی ملی ہے اور ہماری مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ لہٰذا ہم جس طرح چاہیں کریں۔ ہمیں پہلے اپنے محاسبہ کرنا چاہیئے۔

اور میں اپنے ممبر جناب پیر علیزئی صاحب کی قدر کرتا ہوں اور وہ میرے لئے قابل احترام ہیں اور میں نے جو فیصلہ کیا ہے میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں یہ عوام کی شکایت کو مدنظر رکھ کر کیا ہے۔ اور اس میں میری ذات شامل نہیں آپ دیکھیں اس واقعہ کے بعد جس اتحاد کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور جو مثالی مظاہرہ کیا ہے ایسے میں وزیر صاحب سول سکرٹریٹ جا نہیں سکتے تھے۔ میں اگر وہاں سختی کرتا اور ان کو کہتا کہ آپ کے ساتھ کوئی انصاف نہیں ہے۔ تم کو اور مارا جائے گا۔ اور اگر ہم ان کے

خلاف کوئی سخت ایکشن لیتے اور اس مظاہرہ میں کئی بے گناہ لوگوں کو مارتے اس طریقے سے صورت حال اور شدید ہو جاتی - اگر مزید کشیدہ رہتی تو ممکن تھا اس میں مرکزی حکومت کو مداخلت کرنا پڑتی - اور وہ کہتی یہ کیسی حکومت ہے - یہ تو نا اہل حکومت ہے - جو کسی بات پر کنٹرول نہیں کر سکتی - اور اس میں آپ کی تمام کابینہ اور حکومت برخاست ہو سکتی تھی - یہ اسمبلی اس سلسلے میں معطل ہو سکتی تھی -

جناب والا! میں نے جو یہ قدم اٹھایا ہے اس کو پہلے میں نے اپنے پارلیمانی گروپ کے سامنے پیش کیا تھا - اخبارات میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا جو اراکین وہاں پر موجود تھے انہوں نے حمایت کی ہے - اور اس عمل کا خیر مقدم کیا ہے اور اس فیصلہ کو حق بجانب قرار دیا ہے - یہ فیصلہ مسلم لیگ نے کیا ہے اور اس نے اس فیصلے کی حمایت کی ہے - جماعت جو فیصلہ کرتی ہے صحیح ہو یا غلط ہو ہمیں پارٹی کے فیصلے کے سامنے سرنگوں ہونا چاہیئے -

اس تحریک التواء کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ یہ ضابطے کے خلاف ہے - لہٰذا اسکو خلاف ضابطہ قرار دیدیا جائے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر -

میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر ۷۰ (ب) اور قاعدہ نمبر ۷۳ کے تحت ملک محمد یوسف پیر علیزئی صاحب کی تحریک التواء کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں -

(تالیاں)

غیر سرکاری کارروائی

خصوصی کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر ڈپٹی اسپیکر -

اب چیئرمین خصوصی کمیٹی اپنی تحریک پیش کریں گے -

میر محمد نصیر مینگل۔ (چیئرمین خصوصی کمیٹی)
وزیر صنعت و حرفت۔

جناب اسپیکر! میں آپکی اجازت سے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد کو ۲۵ اکتوبر ۸۹ء تک بڑھا دیا جائے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ تحریک یہ ہے کہ مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد کو ۲۵ اکتوبر ۸۶ء تک بڑھادیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ چیئرمین خصوصی کمیٹی قرارداد نمبر ۲۳ پر مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد نصیر مینگل۔ (چیئرمین خصوصی کمیٹی)

میں چیئرمین خصوصی کمیٹی حاجی عبد محمد نوتیزئی کی جانب سے اسمبلی میں پیش کی گئی قرارداد نمبر ۲۳۔ بابت تعین حدرقبہ معدنیات جو اسمبلی نے مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۸۶ء کو کمیٹی کے سپرد کی تھی، کمیٹی ھذا کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے۔ آپ اسکو پڑھیں۔ جب غیر سرکاری کارروائی کا دن ہوگا۔ اگر اس پر بحث کی تحریک پیش کی گئی تو اس پہ بحث ہوگی۔ اس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

قراردادیں

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب میر عبدالکریم نوشیروانی اپنی قرارداد نمبر ۳۳ پیش کریں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع خاران چونکہ ایک وسیع و عریض علاقہ ہے اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سے اسکے بعض علاقے اس قدر دور ہیں کہ وہاں جانے کے لئے ہزاروں میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا خاران، چاغی اور مستونگ پر مشتمل ایک نیا ڈویژن قائم کیا جائے۔ تاکہ انتظامی امور کے سلسلے میں عوامی مسائل کے حل میں مدد مل سکے۔"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

قرارداد یہ ہے کہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع خاران چونکہ ایک وسیع و عریض علاقہ ہے اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سے اسکے بعض علاقے اس قدر دور ہیں کہ وہاں جانے کے لئے ہزاروں میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا خاران، چاغی اور مستونگ پر مشتمل ایک نیا ڈویژن قائم کیا جائے۔ تاکہ انتظامی امور کے سلسلے میں عوامی مسائل کے حل میں مدد مل سکے۔"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔

اگر میر عبدالکریم نوشیروانی اس کے متعلق کچھ کہنا چاہیں تو فرمائیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔

جناب والا! آج اس معزز ایوان میں جو قرارداد میں نے پیش کی ہے مجھے توقع ہے کہ تمام معزز ممبران اسکے حق میں ووٹ دیں گے۔ اور یہ قرارداد منظور کی جائے گی۔

وزیر اعلیٰ۔

جناب اسپیکر! یہ قرارداد جبکہ آج اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کو پہلے ہمارے پارلیمانی گروپ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے۔ اور ان پر انہوں نے فیصلہ بھی دیا ہے۔ اس قرارداد کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ جب نیا مالی سال آئیگا اس پر

غور کیا جائے گا۔ اور اس بات پر معزز ممبر صاحب بھی راضی ہو گئے تھے۔ اب میں معزز ممبر صاحب سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے وہ قرارداد کو واپس لے لیں گے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! میں دوسرے جون تک انشاء اللہ اس فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے انتظار کروں گا۔ اور جو ہمارے قائد ایوان نے فیصلہ کیا ہے سر آنکھوں پر اور میں اس قرارداد کو واپس لیتا ہوں۔

(قرارداد واپس لے لی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ اپنی قرارداد نمبر ۶۳ ایوان میں پیش کریں۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں اس ایوان میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

"پاک جرمن کمیونٹی ڈیولپمنٹ پراجیکٹ (اپنی مدد آپ) کے ترقیاتی پروگرام میں صرف چند اضلاع (کوئٹہ، قلات، سبی، اور کچھی) کو شامل کیا گیا ہے جبکہ صوبے کے کثیر آبادی والے اضلاع کو مذکورہ پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبے کے عوام کی کمزور سماجی واقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے "پاک جرمن امدادی پروگرام" (اپنی مدد آپ) کے دائرہ کار کو صوبے کے تمام اضلاع تک بڑھا دیا جائے"۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ ۔

"پاک جرمن کمیونٹی ڈیولپمنٹ پراجیکٹ (اپنی مدد آپ) کے ترقیاتی پروگرام میں صرف چند اضلاع (کوئٹہ، قلات، سبی اور کچھی) کو شامل کیا گیا ہے جبکہ صوبے کے کثیر آبادی والے اضلاع کو مذکورہ پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا ہے ۔
لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبے کے عوام کے کمزور سماجی واقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے "پاک جرمن امدادیہ پروگرام" (اپنی مدد آپ) کے دائرہ کار کو صوبے کے تمام اضلاع تک بڑھا دیا جائے"۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ

جناب والا! چونکہ جرمن امدادیہ پروگرام کا تعلق براہ راست دیہی ترقی سے ہے یہ صاف پینے کا پانی مہیا کرنے اور صفائی کے دیگر انتظامات اور ماحول سے متعلق کارکردگی میں معاون ثابت ہوتا ہے ۔ لہٰذا میری اس معزز ایوان سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کے دائرہ کار کو صوبے کے تمام اضلاع تک بڑھایا جائے ۔ شکریہ

وزیر اعلیٰ۔ جناب اسپیکر! یہ ایک اچھی قرارداد اور ایک معقول تجویز ہے ۔
میں معزز رکن کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ باہر کے مالک یعنی جرمن حکومت کا امدادی پروگرام ہے اسکے لئے امداد وہ حکومت فراہم کرتی ہے یہ ہماری حکومت کے ادارے نہیں ۔ پھر بھی ہم ان سے استدعا کریں گے کہ وہ اپنے دائرہ کار کو زیادہ وسیع تر بنائیں اور اگر بفرض محال وہاں سے ہمیں مدد نہ ملے تو یہ ایک اچھا پروگرام ہے ہمیں خود اسکو اپنانا چاہیئے اور تجربے کے طور پر ہمارے ممبران اسمبلی اسی لاکھ روپے ترقیاتی فنڈ کے توسط سے رقم دیکر اس کو اپنائیں اور فی الحال آزمائشی طور پر اس کا سلسلہ شروع کریں ــــ
جناب والا! ہم کہاں تک بیرونی مالک پر تکیہ کریں گے ہمیں اپنے آپ پر بھی بھروسہ کرنا چاہیئے ۔ بہرحال یہ ایک اچھی تجویز ہے اور مجھے امید ہے کہ معزز رکن اپنی قرارداد پر زور نہیں دیں گے ۔

سردار احمد شاہ کھیتران۔

(وزیر بلدیات) جناب والا! میں اس قرارداد کی پوری طرح حمایت کرتا ہوں یہ ایک مناسب اور اچھا منصوبہ ہے جدھر بھی اس پر عمل ہوا۔ کامیاب رہا ہے۔ اسمیں زیادہ تر جرمن ماہرین ہیں وہ جو ٹیکنیکل آدمی ہوتے ہیں اس لئے میں استدعا کروں گا جیسا کہ ایوان کے لیڈر جناب جام صاحب نے کہا کہ اسکو ہم اپنائیں۔ جناب والا! ہمیں ماہرین کی مدد ضرور دیں اگر پیسہ نہ ہوگا۔ تو ہم پیسہ دیں گے لیکن ماہرین باہر کے ہونے چاہیئں۔

پرنس یحیٰی جان۔ جناب والا! میرا بھی ان کے ساتھ رابطہ رہا تھا۔ وہ قلات میں کام کر رہے ہیں اسکے علاوہ غالباً چار اضلاع میں کام ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ ذرائع محدود ہیں۔ چونکہ بلوچستان بہت بڑا علاقہ ہے بہ یک وقت سارے صوبہ میں وہ کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے کوئٹہ قلات وغیرہ کے بعد وہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں مثلاً مری بگٹی ایریا۔ چاغی میں قدم بہ قدم آگے بڑھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری کوشش ہے کہ ہم بلوچستان میں کام کریں اور وہ خرچہ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آہستہ آہستہ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ کیا محرک رکن اپنی قرارداد پر زور دیتے ہیں؟۔

مسٹر اقبال خان کھوسہ۔ جناب اسپیکر! چیف منسٹر صاحب کی یقین دہانی کے بعد میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔ شکریہ۔

(قرارداد واپس لے لی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی اپنی قرارداد نمبر ۳۷ پیش کریں۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد

ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ ۔

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان کے قبائلی علاقوں کے عوام کو ممنوعہ بور کے اسلحہ جات کے لائسنس جاری کئے جائیں تاکہ عوام اپنے جان ومال کی حفاظت کر سکیں۔"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ قرارداد یہ ہے کہ ۔

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان کے قبائلی علاقوں کے عوام کو ممنوعہ بور کے اسلحہ جات کے لائسنس جاری کئے جائیں تاکہ عوام اپنے جان و مال کی حفاظت کر سکیں۔"

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تھری ناٹ تھری رائفل کی افادیت اور حیثیت اب وہ نہیں رہی کیونکہ جدید اسلحہ کلاشنکوف کے ہوتے ہوئے واقعی یہ نان پروہیبیٹڈ بور ہونا چاہیئے کیونکہ آج سے دس سال پہلے بلاشبہ یہ پروہیبیٹڈ بور تھی لیکن اسکے مدمقابل اب جدید ہتھیار آگئے ہیں ۔

اسکے متعلق میں اپنے بھائی سے کہونگا کہ میں مرکزی حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤنگا ۔ کہ اس پر غور کیا جائے ۔ لہٰذا میں معزز رکن سے امید کرونگا کہ وہ اپنی قرارداد پر زور نہیں دیں گے ۔

سردار محمد یعقوب خان ناصر ۔ وزیر اریگیشن ۔ جناب اسپیکر ! آپکی اجازت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حاجی مردان زئی صاحب نے ایک اچھی قرارداد پیش کی ہے ۔ کیونکہ ہمارے قبائلی علاقے میں تقریباً ہر شخص کے پاس تھری ناٹ تھری کی رائفل ہوتی ہے ۔ جام صاحب مرکزی حکومت کو سفارشات بھیج دینگے کیونکہ یہ مرکز کا معاملہ ہے ۔ جناب والا ! جبتک یہ ہو میری تجویز ہے کہ اسکے لئے راہداری کا اجازت دیجائے ۔ پہلے بھی ڈپٹی کمشنر اور کمشنر راہداری دیتے تھے جو چھ مہینے کیلئے

ہوتی تھی لیکن اب راہداری بند ہوگئی ہے۔ اسطرح اگر یہ غیر قانونی ہے تو میرے خیال میں اس طرح تھری ناٹ تھری رائفل کا رکھنا قانونی ہو جائے گا۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی۔ جناب والا! میرا مقصد تھری ناٹ تھری رائفل کو نان پروہیبیٹڈ بور قرار دینا ہے۔ کیونکہ کلا شنکوف جیسے جدید ہتھیار کے مقابلے میں یہ اب کچھ بھی نہیں اسکی رینج سیون ایم ایم سے بھی زیادہ نہیں ہے نہ تو یہ آٹومیٹک ہے اور نہ سیمی۔آٹومیٹک ہے لہذا اب اسے نان پروہیبیٹڈ بور قرار دیا جائے۔ اور فری لائسنس کے ذریعے رکھنے کی اجازت دیجائے۔ راہداری سسٹم انگریزوں کے زمانے سے موجود تھا لیکن آجکل نہیں۔ اسلئے میری قرارداد پر غور کیا جائے۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ فیصلہ کرنا تو گھر کی بات ہے بلکہ وفاقی حکومت کا اس سے تعلق نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ معزز رکن نے جیسے کہا ہے اسیطرح سفارش کیجائے گی۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی قرارداد پر زور نہیں دیں گے۔

ملک گل زمان کاسی۔ جناب والا! عرض یہ ہے کہ تھری زیرو سکس رائفل جو تھری ناٹ تھری رائفل سے زیادہ اہم اور بڑی ہے۔ وہ بھی نان پروہیبیٹڈ بور قرار دیکر لائسنس جاری کئے جائیں۔

پرنس یحییٰ جان۔ جناب اسپیکر! تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے کہ ہمارے پاس یعنی تمام ایم پی اے صاحبان کے پاس ہوم ڈیپارٹمنٹ کا لیٹر آیا ہے کہ کس آدمی کے لئے ہم نان پروہیبیٹڈ بور لائسنس دینے کے لئے۔ سفارش نہ کریں۔ جہاںتک نان پروہیبیٹڈ بور کا تعلق ہے میں جام صاحب سے عرض کرونگا کہ باقی علاقوں میں تھری ناٹ تھری رائفل تقریباً ہر شخص کے پاس ہے جبکہ تھری اوسکس ہر ایک کے پاس موجود نہیں جیسا ملک گل زمان صاحب نے فرمایا۔ زیادہ تر ہر ایک کے ساتھ تھری ناٹ تھری ہے اسلئے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو زیادہ نہیں تو کم از کم ایک سال کیلئے راہداری جاری رکھنا چاہیئے۔ ان آدمیوں کیلئے جن پر ان کا اعتبار ہے۔

میر عبدالنبی جمالی۔
وزیر اطلاعات

جناب والا! اسکے ساتھ میں کچھ ایڈیشن کرنا چاہتا ہوں کہ ممنوعہ بور کے لائسنس جو ہماری مرکزی حکومت سے جاری ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ہمارے بلوچستان کے لوگ نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ میں ہاؤس کے توسط سے یہ گزارش کرونگا۔ کہ جب جام صاحب وہاں جائیں تو انہیں دوسو چارسو لائسنس کی الاٹی لسٹ دی جائے تاکہ بلوچستان کے عوام اس سے مستفید ہوسکیں۔ میں اپنے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ میں اب تک ذاتی طور پر لائسنس نہیں لے سکا جبکہ اپنے لئے وہاں درخواست دی ہوئی ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرونگا کہ جام صاحب کو کچھ کوٹہ دیا جائے تاکہ یہاں کے لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔ اب جبکہ یہاں پر آج ایم این اے اور سینیٹر بھی تشریف رکھتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے لئے ان سے گزارش کریں۔ وہاں کے لوگ نزدیک ہیں آجا سکتے ہیں ہم بہت دور ہیں۔ لہٰذا اس کے لئے تمام صوبوں کے چیف منسٹروں کو Recommend کریں ہمارے چیف منسٹر کو کم ازکم کوٹہ دیا جائے تاکہ اس سے ہم مستفید ہوسکیں۔

ڈاکٹر حیدر بلوچ
وزیر مواصلات

جناب اسپیکر میں آپکی اجازت سے غیر ممنوعہ بور کی بات کررہا ہوں۔ میں جام صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ مجھے بحیثیت منسٹر کے پورے بلوچستان میں بیس لائسنس دینے کا اختیار ہے۔ جبکہ میرے علاقے مکران اور تربت میں اس سال کم ازکم ایک ہزار لائسنس پڑے ہوئے ہیں۔ غیرممنوعہ بور لائسنس کا کوٹہ ہمیں زیادہ دلوادیں۔ تاکہ جو شخص پستول خریدنا چاہتا ہے یا شاٹ گن خریدنا چاہتا ہے وہ خرید سکے۔ یہ کونسی بڑی بات ہے کیونکہ وہ اپنا پیسہ خرچ کرنا چاہتا ہے ڈپٹی کمشنر لائسنس دیتے نہیں۔ ہم بیس لائسنس سے زیادہ دے نہیں سکتے۔ میں جام صاحب سے ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ جناب اس سلسلہ میں ہمیں بڑی تکلیف ہے۔ لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ آپ ہمیں لائسنس لیکر دیں۔ وزیر کے لئے بیس لائسنس ہیں جبکہ ایم پی اے حضرات کے لئے دس لائسنس کا کوٹہ رکھا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ

برائے مہربانی ان لائسنسوں کی تعداد کو بڑھائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نان بور کی ضرورت بھی نہیں ہے ۔ جناب آپ ان کی اجازت دیں ۔ جناب والا ! ایک مرتبہ پھر میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ اس کی تعداد کو بڑھا دیں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- غیر ممنوعہ بور کا مسئلہ اندرون خانہ کا ہے ۔ آپ کابینہ والے ہی بیٹھ کر اسکے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ ممنوعہ بور کا مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے ۔

ڈاکٹر حیدر بلوچ
وزیر مواصلات جناب والا ! یہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے ۔ میں نے اس مسئلہ کو کابینہ میں بھی اٹھایا تھا ۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا ! میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس میں مداخلت کروں یہاں ہم جتنے لوگ ہیں پڑھے لکھے ممبران اسمبلی ہیں ۔ اور وزراء صاحبان ہیں ۔ ہمیں کم از کم صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے رابطے جن قوانین کے تحت ہیں ان ضابطوں کو دیکھنا چاہیئے ۔ جب قرارداد اسمبلی میں جاتی ہے تو آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ ان کا کیا بنتا ہے ۔ یہ افہام وتفہیم کی بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے مرکزی حکومت میں ریپریزینٹیشن پیش کیا جائے ۔ انہیں ناراض نہ کیا جائے ۔ میرے خیال میں اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ میں آپکی خواہشات وزیر اعظم کی خدمت میں پہنچاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بلوچستان کے حالات کو مدنظر رکھ کر ہماری مدد فرمائیں گے ۔ ہمیں وہ طریقہ کار اختیار کرنا چاہیئے جو بہتر ہو ۔ ہم سب سمجھدار اور پڑھے لکھے ہیں ۔ ہمیں ضابطوں کا علم ہے اگر ہم یہاں اٹھ کر کوئی ایسی بات کرتے ہیں ۔ تو میرے خیال میں لوگ اچھا تاثر نہیں لیں گے ۔ پھر وہ کہیں گے کہ انہیں کچھ آتا جاتا نہیں ہے ۔ میری یہ گذارش ہے اور ہاؤس میری اس گستاخی کو نظر انداز کریگا ۔ لیکن میرے لئے یہ ضروری ہے کہ میں آپکے سامنے صحیح بات پیش کروں ۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں آپکی خواہشات کی ترجمانی وہاں ضرور کروں گا ۔ اور اسکے ساتھ میں یہ امید کرتا ہوں کہ محرک اپنی قرارداد واپس لے لیں گے ۔

سردار نثار علی۔ جناب والا! جیساکہ اس قرارداد میں قبائلی علاقہ جات کہا گیا ہے اگر اسکی بجائے بلوچستان کہا جائے تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا۔ شکریہ۔

مسز فضیلہ عالیانی جناب والا! میں اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ اگر اجازت ہو۔ جام صاحب نے پہلے بھی فرمایا تھا۔ ممبر کو سمجھ آئی۔ بات یہ نہیں ہے۔ میں یہ کہونگی کہ اکثر طریقہ کار یہ ہوتا ہے۔ جو رولنگ پارٹی ہوتی ہے اس کا پارلیمانی گروپ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ریزولیشن پیش کیا جائے۔ تو پھر وُھی ریزولیشن پیش کیا جاتا ہے۔ جناب یہ تو وقت کا ضیاع ہے۔ بغیر پارلیمانی گروپ کے فیصلہ کے ریز ولیشن پیش نہیں کئے جاتے ہیں۔ ان قراردادوں پر نہ کوئی بحث ہوسکتی ہے اور نہ ہی ایکشن لیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں مسلم لیگ جس کی چاروں صوبوں اور مرکز میں حکومت ہے۔ اور جس طرح وہ چھائی ہوئی ہے اگر اس کی پارٹی میں ڈسپلن نہ ہو تو ان جمہوری اداروں میں چاہے وہ پولیٹیکل پارٹی ہو یا اسمبلی اس سے فائدہ پہنچنے کی بجائے نقصان پہنچے گا۔ اگر ہمیں جمہوریت کے فروغ کے لئے کام کرنا ہے۔ ھمیں جمہوریت قائم کرنی ہے۔ تو ھمیں ان پولٹیکل انسٹی ٹیوشنز کو تقویت دینا ہوگی۔ اور انہیں پروٹیکٹ کرنے کے لئے ڈسپلن ضروری ہے۔ چاہیئے وہ پارلیمانی گروپ کا ہو یا اسمبلی کا ہو۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! میں فضیلہ عالیانی صاحبہ کا انتہائی ممنون ومشکور ہوں کہ جو بات ہمارے سمجھانے کی تھی وہ انہوں نے سمجھائی۔ اچھی بات جس طرف سے بھی آئے وہ اچھی ہوتی ہے۔ ہمارے لئے میں ان کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں اس کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے۔ تمام قراردادیں اور تمام چیزیں ھمارے تمام معزز ممبران کے سامنے آئیں اور انہوں نے اس پر رائے بھی دی تھی۔ اب چونکہ اسمبلی کے سامنے بزنس نہیں ہے۔ اگر ہم اسمبلی سے بغیر کام کے چلے جائیں تو میرے خیال میں اچھا نہ ہوگا۔ شاید یہ باتیں اسمبلی کی روایت سے ہٹ کر کہی گئی ھیں۔ آئندہ مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کم ازکم ان خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریگا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ محمد شاہ صاحب کیا آپ اپنی قرارداد پر زور دیتے ہیں، یا واپس لیتے ہیں۔ ؟

حاجی محمد شاہ مردان زئی:۔ جام صاحب کی یقین دہانی کے بعد میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

(قرارداد واپس لے لی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد نمبر ۳۸، مسٹر نصیر احمد باچا کی ہے وہ پیش کریں۔

وزیراعلیٰ۔ جناب والا! یہ قرارداد بھی اس زمرے میں آتی ہے جو جون ۱۹۸۷ء کے لئے ہے۔ ممبران اسمبلی نے کل رات اس کا فیصلہ دے دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے اور میری اس تسلی کے بعد اپنی قرارداد واپس لے لیں گے۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔ جناب والا! جام صاحب نے جو وعدہ کیا ہے وہ انہیں نبھانا پڑے گا۔ شکریہ

(قرارداد پیش نہیں کی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسز فضیلہ عالیانی آپ پہلے کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ بیان کریں۔ پہلے چونکہ تحریک استحقاق اور تحریک التواء پیش ہوتی ہے اس لئے آپ بول نہیں سکتی تھیں۔

مسز فضیلہ عالیانی۔ جناب والا! میں آپکی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے عوام کو کچھ تکالیف ہیں کچھ مسائل کا سامنا ہے گو کہ جو میں مسئلہ بیان کر رہی ہوں یہ ایک فیڈرل معاملہ ہے اور اس پر اس ایوان میں بحث نہیں

کی جا سکتی ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے صوبہ کے عوام تکلیف میں ہیں اس لئے ہماری صوبائی حکومت اور جام صاحب مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کریں اور اگر یہ مسئلہ حل کرا دیا تو پورے صوبے کے عوام ان کے مشکور رہیں گے ۔ جناب والا! عرض یہ ہے اور یہ بات اخبارات میں بھی چھپی ہے اور اس کے لئے ہمارے علاقے کے لوگ بھی میرے پاس آئے ہیں۔ چلتن ایکسپریس کے جو اوقات مقرر کئے گئے ہیں اس سے عوام کو بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ گاڑی صبح سات بجے یہاں سے روانہ ہوتی ہے جس کا مقصد ہے مسافروں کو صبح چھ بجے اسٹیشن پر پہنچنا چاہیئے اور واپس یہ ریل رات کو ساڑھے دس بجے پہنچتی ہے اور کبھی اس سے بھی دیر سے پہنچتی ہے۔ اس لئے عوام کو اور مسافروں کو شدید تکلیف کا سامنا ہے کیونکہ ہر ایک کے پاس تو گاڑی نہیں ہے کہ وہ وقت پر پہنچ سکے۔ اور پھر رات کو جب ساڑھے دس بجے مسافر پہنچتے ہیں۔ ان کے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اس گاڑی کے اوقات میں تبدیلی کے متعلق جام صاحب یقین دہانی کرائیں۔ اس سے عوام پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور یہاں کے لوگ جن کو شدید مشکلات کا سامنا ہے وہ دور ہو جائے گی۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! میں محترمہ فضیلہ عالیانی صاحبہ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ عوام کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہوں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں وفاقی وزیر ریلوے سے رابطہ قائم کروں گا۔ اور انشاء اللہ جیسا جواب ملا میں وہ کل تک اس ایوان کو آگاہ کر دونگا۔ (تالیاں)

میں آپکو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کے خادم ہیں جو بھی عوام کو تکلیف ہوگی وہ میری اپنی تکلیف ہے۔ مجھے اس کا پورا احساس ہے۔ میں یقین دلانا چاہتا ہوں اور ہمارے جو آزاد ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جس بات کا پتہ ہمیں نہیں ہوتا ہے وہ اس کی نشاندھی کرتے ہیں میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جو بھی تنقید ہوگی میں تنقید سے کبھی نہیں گھبراتا اور اس ہر تنقید سے کبھی میں بلوچستان کے عوام کا فائدہ ہو پاکستان کے عوام کا فائدہ ہو میں اس تنقید کا خیر مقدم کروں گا۔ اور کبھی بھی میں کسی مسئلے کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں

بناؤنگا. یہ کہ میں اپنی انّا کو ملکی مفاد پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوں. میں ان الفاظ کے ساتھ آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ میں کل آپکو اسکے متعلق سب کچھ بتاؤنگا کیونکہ اس وقت مجھے اس گاڑی کے بارے میں علم نہیں ہے ۔ کل میں انشاء اللہ اس کے متعلق معلوم کرکے ایوان کو مطلع کروںنگا (تالیاں)

مسز فضیلہ عالیانی:- میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی ممنون ہوں ۔ کہ انہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ وہ فوری طور پر اس مسئلے کی طرف توجہ فرمائیں گے تو میں ایک اور مسئلہ بھی جو کوئٹہ سٹیلائٹ ٹاؤن کے باشندگان کو در پیش ہے ۔ وہاں پر نہ سٹریٹ لائیٹس ہیں اور نہ سورتیج کا صحیح انتظام ہے اور نہ گلیوں کے نام ہیں اور نہ ہی نالیوں کا انتظام ہے وہاں ٹریفک بھی بہت زیادہ ہے ان نالیوں کا پانی سڑک پر آجاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ سخت پریشان اور تنگ ہیں ۔ اس سٹیلائٹ ٹاؤن کی تکالیف کے متعلق وہاں کی ایک انجمن نے مجھے آج صبح یادداشت دی ہے اور ان کو جو تکالیف ہیں ان کو انہوں نے بیان کیا ہے ۔ آپ فرمائیں تو اجلاس کے بعد پیش کردونگی ۔ جو بھی ان کو تکالیف ہیں ان کا حل تلاش کیا جائے ۔

وزیر اعلیٰ:- میں تو نہ صرف اس علاقے کے متعلق بلکہ پورے بلوچستان کے مسائل کو حل کرنے کیلئے تیار ہوں کوئٹہ شہر اور بلوچستان کے متعلق جو بھی آپ تجویز پیش کریں گی میں اسکا خیر مقدم کرونگا ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:- اب چونکہ ایوان کے سامنے مزید کارروائی نہیں ۔ لہٰذا اجلاس مورخہ ۲۸ اکتوبر ۸۶ ء صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(گیارہ بجکر پچپن منٹ پر اجلاس ۲۸ اکتوبر صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)